امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو ماہنامہ

شریعت

جلد ۱ شوال المکرّم ۱۴۳۳ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ شمارہ ۶

بیرونی غاصب قوتیں بے اعتمادی کی پلیٹ میں

عید الفطر کے موقع پر عالیقدر امیر المؤمنین کا پیغام

آزادی کا نیا سویرا

صوبہ ہرات کے جہادی مسؤل سے گفتگو

فرمان نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

{ وَذَكَرَ بَعْدَ هَذَا عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ : أَرَدْت الْجِهَادَ فَأَخَذَ ابْنُ عُمَرَ بِرِكَابِي .فَأَبَيْت ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ : أَتَكْرَهُ لِي الْأَجْرَ ؟ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنْ خَادِمَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِ الدُّنْيَا بِمَنْزِلَةِ جِبْرِيلَ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ } السير الكبير لابي عبدالله محمد بن الحسن الشيباني , و شرح السيرالكبير لابي سهل السرخسي , في فضيلة الرباط . وامامة العظمى ، والفتاوى التاتارخانية كتاب السير , ج (٥) ص (٢٢٠) طبع إدارة القرآن . والخلاصة في أحكام الشهيد بقلم الباحث في القرآن والسنة علي بن نايف الشحود 1 - 478 .

ترجمہ : حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ میں نے جہاد کی غرض سے جانے کا ارادہ کیا تھا حضرت ابن عمر نے گھوڑے کے رکاب سے پکڑا [ادب اور حیا کی وجہ سے] میں خاموش رہا، انہوں نے کہا کہ : کیا آپ میرے لیے ثواب پسند نہیں کرتے؟ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ دنیا کے لوگوں میں مجاہدین کے خادم کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان کے باشندوں میں حضرت جبریل علیہ سلام کی۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان اردو

ماهنامه

شریعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ شریعت، امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیرنگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات وواقعات اور مظلوم افغانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

جلد ۱ شوال المکرم ۱۴۳۳ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ شمارہ ۲

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلسِ مشاورت

- ڈاکٹر ہارون
- شمس ابدالی
- ملا اسد افغان
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

- بیرونی غاصب قوتیں بے اعتمادی کی لپیٹ میں ۲
- انگریز استعمار سے ملکی آزادی کی ۹۳ ویں سال مکمل ہونے پر امارت اسلامیہ کا اعلامیہ ۴
- آغا جان معتصم کے حوالے سے امارت اسلامیہ کی وضاحت ۵
- موجودہ حالات میں علماء وطلباء کی ذمہ داریاں........ ۶
- برما کے سانحہ فاجعہ کے متعلق امارت اسلامی کا ذمہ دارانہ اور تنبیہی پیغام اور دنیا پر اس کے اثرات ۹
- صوبہ پروان میں دشمن شدید نقصانات سے دوچار ہے...... ۱۱
- آزادی کا نیا سویرا ۱۳
- شہید ملا محمد رحمہ اللہ کی جہادی زندگی پر ایک نظر ۱۷
- صوبہ ہرات کے جہادی مسؤل سے گفتگو ۲۰
- دیر آید، درست آید ۲۳
- امریکا طالبان کے نرغہ میں ۲۷
- دشمن کے خلاف نیا محاذ ۳۵
- زرخرید میڈیا کا تعاقب ۳۷
- دوسری جنگ عظیم کی باقیات، دو عظیم دہشت گرد ۳۸
- افغانستان گذشتہ ماہ جولائی میں...... ۴۰
- شہدائے ملت ۴۳

رابطہ کے لئے برقی پتہ:
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے......
www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ:
30 روپے

ڈیزائنگ: سلمان بدر

بیرونی غاصب قوتیں بے اعتمادی کی لپیٹ میں

مدیر اعلیٰ

آج رمضان المبارک کی ۲۸ تاریخ ہے، ملکی سطح پر دو ایسے اہم واقعات رونما ہوئے ہیں جو اہل وطن سمیت دنیا بھر کے درد دل رکھنے والے مسلمانوں کے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہیں۔ صوبہ قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے چنارتو نامی علاقے میں مجاہدین نے دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر کو راکٹ سے مار کر گرایا ہے۔ جس میں ان کے بقول دو اسٹریلین، تین امریکن، ایک ان کا ترجمان اور تین کٹھ پتلی کمانڈوز موقع پر ہلاک ہو گئے۔

دوسرا اہم واقعہ تب پیش آیا جب صوبہ ننگرہار کے ضلع اچین کے مرکز کے دورے پر آئے ہوئے امریکی فوج کا ایک دستہ جس میں اعلیٰ افسران بھی شامل تھے ''افغان فورسز'' میں شامل شیر علی نامی ایک نوجوان سپاہی کی فائرنگ کا شکار ہو گئے جن میں سے چار نے موقع پر ہی دم توڑ دیا۔ شیر علی کا کہنا ہے کہ جس وقت امریکی افسران طاقت کے نشے میں چور مرکز میں داخل ہوئے تو محکمہ اطلاعات کے ضلعی ڈائریکٹر نے مجھے کہا کہ کاش کوئی باغیرت اور بہادر نوجوان ہو جو ان گوروں کو گور کا راستہ دکھادے۔ یہ سننا تھا کہ میرے اندر کا مجاہد جاگ اٹھا اور میں نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اپنی بندوق سے ان پر فائرنگ کھول دی۔ کارروائی کے بعد شیر علی جائے واردات سے فرار ہونے میں کامیاب جب کہ انٹیلی جنس آفیسر امریکن فوجیوں کی جوابی فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے

ان دونوں واقعات پر اگر ہم نگاہ ڈالیں تو ظاہری طور پر پہلا واقعہ بڑا دکھائی دیتا ہے لیکن درحقیقت دشمن کو تشویش میں ڈالنے کے لحاظ سے دوسرا واقعہ زیادہ اہمیت اور مقام کا حامل ہے۔ پہلے واقعہ میں ۵ غاصب فوجی اور ان کے ۴ زرخرید مارے گئے اور ایک ہیلی کاپٹر تباہی سے دوچار ہوا فی نفسہ قتل ہونے والوں کی یہ تعداد اگر چہ زیادہ ہے لیکن افغان جنگ کے پیش نظر کوئی حیران کن اور خلاف توقع نہیں کیونکہ اتنی ہلاکتیں دشمن کے ساتھ وقتاً فوقتاً ہونے والے جھڑپوں اور بارودی سرنگوں کے پھٹنے سے افغانستان میں روز کا معمول ہے اور جس طرح پہلے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی جگہ دوسرے فوجی آجاتے ہیں اسی طرح ان کی جگہ بھی آجائیں گے۔ رہی بات ہیلی کاپٹر کی تو یہ اگر چہ کروڑوں کی مالیت رکھتا ہے لیکن یہ ان کے اپنے کارخانوں کی پیداوار ہے اس لئے وہ آسانی سے دوسرے کا بندوبست کر لیں گے۔

ہاں! دوسرا واقعہ اگر چہ پہلے واقعہ کے بہ نسبت جانی و مالی نقصان کے لحاظ سے کم اہمیت کا حامل ہے لیکن درحقیقت دشمن کے لئے زیادہ نقصان دہ اور تشویش میں مبتلا کرنے والا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حالیہ دنوں میں یہ اور اس جیسے دیگر واقعات جن کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے دشمن کے لئے ایسے نقصان کا باعث بن رہے ہیں جس کی تلافی دشمن کے لئے ممکن نہیں.... کیونکہ ان جیسے واقعات جن میں افغان فورسز میں شامل افغان نوجوان غاصب افواج پر فائرنگ کھول کر دیکھتے ہی دیکھتے انہیں دنیا سے چلتا کر دیتے ہیں سے بیرونی آقاؤں کا اپنے زرخرید غلاموں پر سے اعتماد مکمل طور پر اٹھتا جا رہا ہے۔ اور یہی وہ نقصان ہے جو امریکیوں کے لئے ناقابل تلافی و ناقابل اعادہ ہے کیونکہ اعتماد روح کی طرح ہوتی ہے اور روح جب چلی جاتی ہے تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتی۔

آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ وہ حساس ادارہ جس کی فعالی اور تربیت کے لئے دشمن نے کروڑوں ڈالرز صرف کئے ہوں اسی ادارے کے ایک

اہم عہدہ پر فائز شخص کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو ان غاصب افواج کے قتل پر ابھار رہا ہے اور پھر وہ شخص جو کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے ان کی حفاظت پر مامور ہو، وہ حفاظت کی بجائے ان کی جان کا دشمن بن جائے اور جن پہ تکیہ ہو وہ پتے ہوا دینے لگیں............تو اب یہ بیچارے کس پر اعتماد کریں؟ کہ مسلمانوں کے خلاف شروع کئے گئے اس صلیبی جنگ میں بیرونی غاصبوں کا اپنے زرخرید غلاموں پر اعتماد کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی سے کم نہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح بیرونی قوتوں کے عدم تعاون کی صورت میں داخلی منافقین مجاہدین کا مقابلہ نہیں کر سکتے بالکل اسی طرح بیرونی طاقتیں بھی یہاں کے غداروں اور زرخرید غلاموں کے بغیر مجاہدین کا سامنا کرنے کی سکت نہیں رکھتے اور ایک دن کے لئے بھی اس جنگ کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ اب جب کہ ان عالمی غنڈوں کی اصلیت اور بدنما چہرے کو افغان فورسز میں شامل بااحساس جوان دیکھ چکے ہیں اور ان کی طرف سے ان پر جان لیوا حملے شروع ہو چکے ہیں جن میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے تو ہم کامل یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بے اعتمادی کی اس پرخطر فضا میں نیٹو افواج کے لئے سرزمین افغانستان پر مزید قیام کرنا اور اس بدنام زمانہ جنگ کو جاری رکھنا ناممکن اور باعث شرمندگی ہوگا۔

جس طرح ہم افغان فورسز میں شامل بہکائے ہوئے اپنے نوجوانوں سے اپنی اسلامی اور ملی ذمہ داری پوری کرنے، اپنے پیشرو ساتھیوں کے نقش قدم پر چلنے یا کم از کم ان کی صفوں سے نکلنے اور مسلمانوں کے مقابلے میں صلیبی لشکر سے باہر آنے کی توقع رکھتے ہیں بالکل اسی طرح بہکائے ہوئے مغربی ممالک سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مزید امریکی مفادات کے بھینٹ نہ چڑھیں اور جلد از جلد اس بے فائدہ جنگ سے ہاتھ اٹھالیں اور جیسا کہ برلن میں فرانسیسی صدر فرانسو ہولاند نے افغانستان سے اپنے 650 فوجیوں کی انخلاء کے اعلان کے موقع پر کہا کہ:

''وہ وقت آ پہنچا ہے کہ بیرونی افواج افغانستان سے چلی جائیں اور افغان قوم کو اپنے فیصلے خود ہی کرنے دیں کہ یہ ان کا پیدائشی حق ہے''۔

ایسے ہی ہر مغربی ملک کے سربراہ کو بھی چاہئے کہ فرانسیسی صدر کی تقلید کرتے ہوئے کہے کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی افواج کو افغانستان سے نکالیں اور افغانوں کو اپنا مستقبل بنانے کے لئے آزاد چھوڑ دیں''۔

اگر مغربی ممالک کے رہنما ایسا کرتے ہیں تو یہ ایک بجا، مثبت اور معقول اقدام ہوگا ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ بہت جلد یہی لوگ افغانستان سے محفوظ راہ فرار کی تلاش میں ہوں گے لیکن ''اے بسا آرزو کہ خاک شد'' کے مصداق انہیں فرار کے لئے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔

انگریز استعمار سے ملکی آزادی کی ۹۳ ویں سال مکمل ہونے پر امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

آج سے ۹۳ سال قبل ۱۲۹۸ھ میں ماہ اسد کی ۲۸ تاریخ کو انگریز استعمار جنہوں نے دنیا اور خطے کے بہت سے ممالک پر قبضہ کیا تھا نے افغانستان کی آزادی اور خودمختاری کو تسلیم کرلیا تھا۔ ہم افغان مجاہد قوم کو تاریخ کے اس عظیم دن کے آنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں، انگریز استعمار سے حاصل کی گئی یہ آزادی مبارک ہو، اللہ کرے کہ اس عظیم دن کی برکت سے معاصر امریکی جارحیت سے بھی آزادی حاصل ہو، آمین یارب العلمین۔

مسلم ہموطن بھائیو! جیسا کہ آپ سمجھتے ہیں انسانیت کے لئے آزادی اللہ تعالی کی بڑی نعمت ہے، اگر شرعی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو آزاد اور غلام انسان میں شرعی احکام اور حقوق کے مسائل میں بڑا فرق موجود ہے، آزاد انسان جس طرح انسانی معاملات میں غلام کی نسبت اہمیت کا حامل ہے اور انہیں خصوصی مقام حاصل ہے اسی طرح اللہ تعالی نے بھی انہیں چند امتیازی خصوصیات دی ہیں جن سے غلام محروم ہے۔

جس طرح انسانوں کے لئے آب وہوا ضروری ہے اسی طرح ایک معاشرے کے لئے بھی سیاسی آزادی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے، افسوس کہ آج امریکہ بادار کی عالمگیر طاغوطیت کی بالادستی کی وجہ سے چند اشخاص اور حلقے جو حصول آزادی کی جدجہد سے لاتعلق رہے، نے اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے جدجہد آزادی کے لئے چند نئے نام اور تعریفیں وضع کی ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ سیاسی خودداری سے اقتصادی خودداری بہتر ہے، افغان قوم کو چاہیے کہ امریکہ کو آقا تسلیم کرے تاکہ مغرب کے اقتصادی تعاون میں حصہ دار بن جائے ،بعض کی رائے کے مطابق آزادی کا مفہوم سیاسی خودداری نہیں بلکہ مذہبی آزادی ہے، اور بعض لوگ آزادی کے متعلق کچھ اور نظریات پیش کرتے ہیں لیکن اگر دینی، ملی اور تاریخی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو خودمختاری کے حوالے سے ان ناقص نظریات کی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی چند بے ہمت لوگوں کی جانب سے اس طرح کے نظریات کو رائے شمار کیا جاسکتا ہے، ملک پر منڈلائے ہوئے برے ایام اور حریت پسند عوام کے جاری معرکے کے دوران وہ اپنے غلامانہ موقف کے دفاع کے لئے غیر معقول بہانے تراشتے ہیں جو ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتے۔

ہماری قوم کی جاری مزاحمت اور معرکہ بھی بھاری امتحان کے مراحل سے کامیابی کیساتھ گزر رہا ہے، آج افغان مسلم قوم معاصر استعمار کے خلاف وزیر محمد اکبر خان اور دیگر نامور باہمت افغانوں کی وہ یاد تازہ کررہی ہے جنہوں نے انگریز استعمار کے خلاف اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے حریت کا علم بلند رکھا، پوری افغان ملت پر لازم ہے کہ اپنے عالی ہمت اجداد کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھے اور اس راستے میں پیش آنے والے مصایب والام کو سہنے کے لئے ذہنی طور تیار رہے، فطری طور لڑائی میں تکلیف اور رکاوٹ ہوتی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو حصول آزادی کے بدلے تکالیف کو سہنا ایک طبعی اور معمولی بات ہے، ہم نے انگریز مکار کے خلاف بھی بڑی قربیاں دی ہیں، روسی جارحیت کے خلاف بھی بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور آج امریکی استعماریت سے آزادی کی جدجہد میں تکالیف برداشت کررہے ہیں، شہید ہوتے ہیں، تشدد کا نشانہ بنتے ہیں، مگر ہم جو چاہتے ہیں وہ ہے آزادی جو تاریخ انسانی میں قربانیوں سے حاصل ہوئی ہے، ہر قوم کے لئے اس کی خاص اہمیت اور قدر ہے، ہماری آج کی جدجہد آزادی اور جہاد کل کی جدجہد کا تسلسل ہے، ہم آزاد ملک میں اسلامی نظام چاہتے ہیں اور یہ اتنا بڑا ہدف ہے کہ انشاء اللہ آئندہ نسلیں ہمارے جہاد اور معرکہ کو اتنے ہی فخر کی نگاہ سے دیکھیں گی جس طرح آج ہم اپنے آباواجداد کی قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ہم آپ کیساتھ حصول آزادی کے موقع پر اپنا پیغام شریک کریں گے۔

امارت اسلامیہ افغانستان جس طرح اب عملی طور پر جدجہد آزادی کے مقدس معرکے میں مصروف ہے، اپنی قوم کو صدا لگاتی ہے کہ اس حساس مرحلے پر حریت دشمن غلاموں کے نامعقول توجہات سے متاثر نہ ہو اور ان کو یہ اجازت نہ دے کہ وہ اسٹریٹجک معاہدے سے حاصل کی گئی آزادی پر سودا کرے

امارت اسلامیہ افغانستان

آغا جان معتصم
کے حوالے سے امارت اسلامیہ کی وضاحت

آغا جان معتصم 2010 میں امارت اسلامیہ کے سربراہ نے خودی اور سپرد کردہ امور میں تجاوز کی وجہ سے اپنے فرائض سے سبکدوش کردیا اور موجودہ دور میں امارت اسلامیہ میں ان کی کوئی ذمہ داری نہیں اور نہ ہی وہ امارت اسلامیہ کی نمائندگی کر سکتا ہے۔

وہ حالاً ترک میں رہائش پذیر ہے اور وہاں رہنا ان کا ذاتی کام ہے، امارت اسلامیہ کا ترک میں کوئی نمائندہ نہیں اور نہ ہی وہاں کوئی دفتر ہے، اور نہ ہی کابل اور انقرہ کو آغا جان معتصم کا سفر امارت اسلامیہ کی اجازت اور ہدایت پر ہوا ہے۔

آغا جان معتصم کی حالیہ حرکات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ اب اپنے اختیار کا نہیں رہا بلکہ وہ کسی اور کے اشارے پر چل رہا ہے، امارت اسلامیہ میڈیا سے اپیل کرتی ہے کہ آئندہ ان کا اظہار خیال اور نقطہ نظر امارت اسلامیہ سے منسوب نہ کرے بلکہ امارت اسلامیہ کا نقطہ نظر اور رسمی پالیسی وہ ہے جو امارت اسلامیہ کے باقائدہ معروف ترجمان شائع رہے ہیں۔

والسلام

امارت اسلامیہ افغانستان

ہمارے پیارے نبی ﷺ اور نماز

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے توحید یعنی لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد ایمان لانے والوں کو سب سے پہلے نماز ہی کی تعلیم دی اور آپ نے خود نبی ہونے کے فوراً ہی بعد حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ پہلے نماز پڑھی اور پھر آپ ﷺ ہمیشہ نماز پڑھتے رہے اور اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضور ﷺ نے قیامت تک آنے والوں کے لئے جو آخری وصیت فرمائی اس میں بھی نماز کی تاکید فرمائی:

الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم ط

(دیکھو نماز کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنا اور غلاموں یا ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا)

حضور اکرم ﷺ اس کو خوب جانتے تھے کہ جب تک مسلمان قاعدے کے ساتھ نماز ادا کرتے رہیں گے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی ان کو حاصل رہے گی، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے ساتھ عبادت والی زندگی بسر کرتے رہیں گے، اور اس طرح وہ اس دنیا میں بھی ترقی کرتے رہیں گے، اور اس دنیا کے بعد آنے والی زندگی بھی ان کی آرام سے گزرے گی۔

موجودہ حالات میں
علماء وطلبہ کی ذمہ داریاں......

مولوی ڈاکٹر صدیق علی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

اس وقت دنیائے اسلام انتہائی مشکل دور سے گذر رہی ہے، ماضی میں بھی مشکلات تھیں مگر یہ پریشانیاں یا مشکلات عموماً سیاسی مالی، عسکری یا مادّی ہوتی تھیں اور ان ادوار میں مسلمانوں کا خاندان، تعلیم، نظام تربیت اور اندرونی ساخت اکثر و بیشتر بیرونی خطرات اور حملوں سے محفوظ رہتے تھے۔ ماضی کے دشمنوں کے پاس کوئی دین، کوئی پیغام، کوئی تہذیب، کوئی پرکشش مذہب اور کوئی فکری ایجنڈا نہیں تھا اس لیے مسلمانوں کی تہذیب وتمدن تربیت اور خاندانی نظام ان کے حملوں سے کافی حد تک محفوظ رہا، مگر آج اسلامی زندگی کا ہر پہلو خطرات سے دوچار ہے۔

اسلامی حکومت کے قیام کا معاملہ ہو یا فرد کے ذاتی کردار اور تربیتِ اہل وعیال کا معاملہ، تعلیم وتربیت ہو یا مساجد ومدارس کے اندر جاری سرگرمیاں، سماجی اقدار کا تحفظ ہو یا دینی افکار کی تبلیغ، ہر چیز براہ راست مغربی حملے کی زد میں ہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے سب سے اہم ذمہ داری علماء وطلبہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کو نباہنے کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ یہاں ہم اس بارے میں کچھ بات کریں گے۔

ہمیں علم ہونا چاہئے کہ! عالم اسلام میں جب سے مغربی اثرات درآئے ہیں دنیائے اسلام میں تین طرح کے افکار نے رواج پایا ہے۔

۱: ان اثرات سے کلی طور پر قطع تعلق کرنا۔

۲: ان اثرات کو من وعن قبول کر لینا۔

۳: مغربی تہذیب کے کچھ پہلوؤں سے استفادہ اور کچھ پہلوؤں سے اجتناب برتنا۔

بنیادی طور پر دیکھا جائے تو پہلی فکر کو ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی کے بعد خاص طور پر ہمارے اکابر نے اپنایا تھا، جس کے سبب مغرب کے فکری وعملی تسلط کا معاشرے میں نفوذ تقریباً ناممکن ہو کے رہ گیا تھا، مغرب نے اپنی اس مشکل کے ازالے کے لئے ایک دوسری فکر کی تشکیل وسرپرستی شروع کی جس میں مغربیت کو من وعن قبول کر لیا گیا اور ان کی اس تحریک کو عروج دینے والوں میں سرسید تھے۔ انہوں نے ایک ایسی نسل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا جو ناموں سے تو مسلمان مگر فکر وعمل کے آئینے میں انگریز تھے اور بعد کے ادوار میں یہی نسل ان انگریزوں کی حقیقی جانشین اور ان کی طرف سے دی گئی مراعات کی مستحق ٹھہری۔

جب دوسری فکر کے حاملین کو دینی تعلیمات یکسر پسِ پشت ڈال کر سرکاری انعامات میں لوٹ پوٹ ہوتے اور سماجی مراعات سے فیض یاب ہوتے دیکھا گیا تو ایک تیسری فکر نے زور پکڑا جس میں پہلی طرز کے دونوں افکار سے جزوی ہم آہنگی اور جزوی بغاوت کا داعیہ پیدا ہوا، وہ سمجھتے تھے کہ کوئی ایسا حل ضروری ہے جس میں نہ تو انسان مکمل بددین ہو جائے اور نہ ہی ٹھیٹھ دینی فکر سے لبریز ہو، لہٰذا انہوں نے ایسی کوششیں شروع کیں جن کی بنیاد (ان کی فہم کے مطابق) مغرب کی مثبت چیزوں سے اتفاق اور منفی چیزوں سے اجتناب پر تھی۔

ان تینوں افکار کے عواقب (انجام) پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ پہلی فکر کے نتائج انتہائی حوصلہ افزاء ثابت ہوئے تھے، اس فکر پر کاربند رہنے کی وجہ سے اور کچھ نہ بھی ہوا ہو مگر امت نہ صرف مغربی افکار سے دور رہی بلکہ ان کی دینی حالت اور سماجی اقدار بھی بہت حد تک مامون ومحفوظ رہے تھے۔ وہ لوگ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے بارے میں پر امید ضرور تھے، وہ جلد از جلد اپنی کھوئی ہوئی سیادت وقیادت کو واپس لینا چاہتے تھے اور بہت حد تک کامیاب بھی ہو رہے

اسلامی حکومت کے قیام کا معاملہ ہو یا فرد کے ذاتی کردار اور تربیتِ اہل وعیال کا معاملہ، تعلیم وتربیت ہو یا مساجد ومدارس کے اندر جاری سرگرمیاں، سماجی اقدار کا تحفظ ہو یا دینی افکار کی تبلیغ، ہر چیز براہ راست مغربی حملے کی زد میں ہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے سب سے اہم ذمہ داری علماء وطلبہ پر عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کو نباہنے کا طریقہ کار کیا ہوگا؟

تھے۔تحریکِ ریشمی رومال، روس کی شکست، مجاہدین کی اٹھان اور امریکہ سے ٹکر فکری وعسکری اعتبار سے دنیا بھر میں کفریہ طاقتوں سے پنجہ آزمائی سب اسی رویے کے مرہونِ منت ہیں۔

جس غلط فہمی (مولویوں کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھنا) یا خوش فہمی (انگریزوں کو اپنا خیر خواہ جاننا) کی بناء پر دوسری فکر نے جنم لیا تھا اس کا انجامِ بد تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، حکومتی سرپرستی میں جاری اس دوسرے رویے کے حاملین کی زیرِنگرانی چلنے والے اداروں سے پیدا ہونے والی نسل کی طرف دیکھا جائے تو آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کی مثال ان پر خوب صادق آتی ہے۔ یہ نسل جہاں دینی حوالے سے تہی دامن ہے وہیں مغربی طرزِ ترقی کے اعتبار سے بھی انتہائی مایوس کن کارکردگی کا شکار ہے۔ اسی پود کی وجہ سے ہمارا معاشرہ ایک ایسے تباہ کن راستے پر چل نکلا ہے جہاں ڈالر خدا اور بے حمیتی و بے حیائی راہنما ہیں۔ بے ایمانوں، کمینوں اور خودغرضوں کا ہم پہ حکومت کرنا، اپنی دینی وملکی سلامتی کو دشمنوں کے رحم وکرم پر چھوڑ ڈالنا، مسلمانوں کے مقابلے میں کفار، منافقین اور مداہنین کا ساتھ دینا اسی دوسری فکر کے اپنانے کے ہی کرشمے ہیں۔

جب لوگوں نے پہلی فکر سے دستبردار ہوکر دوسری فکر کو گلے لگالیا تو کچھ لوگ بزعمِ خود یہ سوچ بیٹھے تھے کہ افراط وتفریط کا شکار پہلے دونوں افکار کو چھوڑ کے ایسا راستہ اختیار کیا جانا چاہئے جو پہلی فکر کی طرح نہ تو ہمیں عالمی دھارے سے ہٹائے اور نہ ہی دوسری فکر کی طرح لادینِ محض بنائے۔

نئی اصلاحات کے خوشہ چین اس قسم کے لوگوں نے پہلی فکر کو تو اس لئے قابلِ التفات نہ سمجھا کہ وہ انہیں مغربی تعمیر وترقی سے قطعی دور ہٹاتی دکھائی دیتی تھی (حالانکہ پہلی فکر کے حاملین اس مادی ترقی کے یکسر مخالف نہ تھے بلکہ وہ مغربی اثرات کو براہِ راست قبول کرنے کی بجائے اس تگ ودو میں تھے کہ منطق وفلسفہ کی طرح اسے لگام ڈال دی جائے، تاکہ بقدرِ ضرورت اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے، جس سے نادان یہ سمجھ بیٹھے کہ مولویوں نے ہم پر ترقی کی راہیں مسدود کردی ہیں)۔

دوسری فکر کو وہ اس لئے مسترد کررہے تھے کہ وہ اپنے معاشرے اور آل اولاد کو اس بھٹی کا ایندھن بنتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، لہٰذا انہوں نے اس کا حل علومِ جدیدہ، معاشیاتِ حاضرہ ،فنونِ لطیفہ اور عمرانی علوم کو اسلامی بنانے کی کوششوں میں مضمر سمجھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کے اہلِ مغرب کو مطمئن کرنے کے لئے اولا تو انہوں نے ان احکامات کا تذکرہ چھوڑ دیا جو اہلِ مغرب اور مغرب زدہ لوگوں کے ہاں قابلِ اعتراض تھے اور رفتہ رفتہ ان پر کلام کرنے کو معیوب سمجھنے لگے۔

نوبت بایں جارسید کے آج مغربی یلغار کے مقابلے میں اسلامی افکار کو برتری دلانے کی بجائے معذرت خواہانہ رویوں کو فروغ مل رہا ہے، نتیجتاً شب وروز اہلِ حق سے دوریاں پیدا ہورہی ہیں اور اہلِ باطل سے قربتیں بڑھ رہی ہیں، مجاہدین دہشت گرد اور مداہنین اعتدال پسند دکھائی دے رہے ہیں، متصلب فی الدین بھولے بھالے بیوقوف اور چرب زبان عالمی اور معروضی حالات کے تناظر میں مسائل کو سمجھنے والے ثابت ہورہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ آخری فکر دوسری سے بھی زیادہ تباہ کن نتائج رکھتی ہے، کیوں کہ دوسری طرزِ فکر کے حاملین کم از کم اپنی شناخت میں اہلِ حق سے ممتاز تھے (مسٹر اور ملا کی تفریق اسی وجہ سے واضح تھی، آج جو اسے پاٹنے کے نعرے لگائے جارہے ہیں درحقیقت کفر واسلام کو یکجا کرنے کے خواب دیکھے جارہے ہیں)۔ اب یہ تیسری قسم والے حق پرستوں کا لبادہ اوڑھے بظاہر تو اسلام کے ہمدرد نظر آتے ہیں مگر غور کیا جائے تو شعوری یا لاشعوری طور پر یہی لوگ صہیونیوں کے آلہ کار ثابت ہورہے ہیں۔ وہ زبان سے تو اسلام کی مالا جپتے ہیں مگر ان کے سینوں میں خودغرضی اور لالچ کے بدبودار بھبھوکے اٹھ رہے ہوتے ہیں اور اس قسم کے افراد، جماعتیں اور ادارے طرح طرح کی تاویلات اور بے ڈھنگی تشریحات کے ذریعے لوگوں کے اذہان پر مسلط ہونے کی کوئی کوشش ہاتھ سے جانے نہیں دیتے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا؟ ان گمراہیوں کے دروازے کیوں کھلے اور ان پریشانیوں کا حل کیا ہے؟

اس سوال کا سیدھا سا جواب ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایسا صرف اور صرف اس لئے ہے کہ ہم نے پہلے فکر یعنی اپنے بڑوں کے طریقہ کار کو خیر باد کہا اور اسلاف کا منہج چھوڑ چھار کر خودساختہ رویوں کی تشکیل یا من پسند افکار کی ترسیل میں لگ کھڑے ہوئے، جب تک ہم اکابرین کے نقشِ قدم پر نہیں چلیں گے اور خالصتاً للہ فی اللہ اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے ہرگز کامیابی ہمارے قدم نہی چومے گی، (یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جو

لوگ نام تو اسلاف کا لیتے ہیں اور کام اپنی مرضی کے کرتے ہیں وہ پہلی نہیں بلکہ تیسری فکر سے ہم آہنگی رکھتے ہیں)۔ آج تمام پریشانیوں کا حل یہ ہے کہ ہم ان خطوط پر توجہ دیں جو ہمیں فکری اور تہذیبی غلامی سے نجات دلانے کا ذریعہ ثابت ہوں، چنانچہ پہلی فکر کو سینے سے لگاتے ہوئے ہمیں بالترتیب ان اہم قدامات کی طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے:۔

o سب سے پہلے تو ہمیں اپنے منصب کو پہچاننا اور شریعت میں اس کی قدر و منزلت سے آگاہ رہنا ہوگا اور یہ یاد رکھنا ہوگا کہ علم تو انبیاء علیہم الصلو والسلام، اولیاء صادقین اور عارفین کی صفات میں سے ہے، جن کا مشن ہی دین کی حفاظت، عوام کی صحیح راہنمائی کرنا اور وساوس اور شکوک و شبہات سے لوگوں کو بچانا تھا۔ حق سے خاموش رہنا، دنیا داری میں مگن ہوجانا، صرف اجتماعی تگ و دو کی خاطر فرد سے متعلق دینی احکامات کو پائے مال کرنا یا انفرادی اصلاح میں لگ کر اجتماعی کوششوں کو بھول جانا، ان سب سے بچنا علماء و طلبہ پر لازم ہے۔

o دین پر اصول و محکماتِ دین کی روشنی میں ثابت قدم رہنا، باطل کی بجائے اہلِ حق کے ساتھ باہمی اتحاد کو فروغ دینا، کفار کے فکری، سیاسی، سماجی اجتماعی و تہذیبی حملوں سے مسلمانوں کو بچانا، اور ایک روشن مستقبل کے لئے مسلمانوں کو ہمت دلانا اور پر امید رکھنا وغیرہ آج دینی علم برداروں کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

o علما و طلبہ اور عام دینی جماعتوں کے لئے ضروری ہے کہ مجاہدین اور اہلِ رباط سے قربتوں کو بڑھائیں اور کفار کی فکری یلغار کے ساتھ ساتھ ان کے عسکری حملوں کا دفاع بھی کریں اور قاتلین مؤمنین سے دوستی یا اٹھک بیٹھک سے گریز کریں، جہاد و مجاہدین سے محبت اور ان کی مدد کو لازم پکڑیں، اور اسلامی نظام کے لئے کوشاں قوتوں کے پشتیبان ثابت ہوں، ور امن پسندی یا عدم تشدد کے پرچار پر مشتمل مذموم پراپیگنڈوں میں آ کر تلوار کو نہ بھولیں، مسلمانوں پر بیتنے والے حالات کی عوام کے سامنے صحیح تصویر کشی کریں اور حکمرانوں کی بدعنوانیوں کو طشت از بام کریں نہ کہ ان کا ساتھ دیں، یہ ذہن میں رکھیں کہ ایسا کرنا اہلِ علم کے فرائض میں سے ہے۔

o سب سے آخری اور اہم بات یہ ہے کہ محاسبہ نفس کو حرزِ جان بنائیں، اپنے آپ کو تنقید سے بالاتر یا حرفِ آخر سمجھنے جیسی کبر و غرور پر مشتمل عادات بچتے ہوئے متواضع زندگی گزارنے کا سلیقہ اپنائیں۔

یہ سب تب ہی ممکن ہے جب ہم اپنے روزمرہ اقدامات کا موازنہ قرآن و سنت سے کریں نہ کہ من چاہی تشریحات یا مصلحتوں کے لحاظ سے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم میں سے چند لوگ مغربی علوم و فنون سے کم از کم ناقدانہ واقفیت ضرور حاصل کریں تاکہ خود بھی ان کے اثرات بد سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں، یہ اسی صورت ہوسکتا ہے کہ علما و طلبہ میں اسلامی علوم کا فہم گہرا ہو، سچے جذبے اور تڑپ سے وہ حصولِ علم میں مشغول رہیں، ورنہ مغربی علوم و فنون یا فکری و تہذیبی چیلنجوں کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ یہ درست ہے اور یہ غلط ہے، یہ عقیدہ ٹھیک ہے، اسلام کے مطابق ہے اور یہ عقیدہ اسلام کے خلاف ہے، اس کا پتہ نہیں چلے گا۔ ایک کچا آدمی ان کی گمراہیوں سے بھی متاثر ہوجائے گا جیسا کہ آج تک اور آج بھی ہورہا ہے کہ اچھے بھلے علماء اسکالر، لیڈر اور مصلح بننے کی چکر میں مغربیت کا شکار و آلہ کار بنتے چلے جارہے ہیں۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا کہ ہماری ساری منصوبہ بندی پہلی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی ہونی چاہیے، وگرنہ ہم نہ صرف ذلیل و خوار ہوں گے بلکہ ایک وقت آئے گا کہ اسلام سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه.

بقیہ از شہید ملا محمد رحمہ اللہ

موصوف مزید بتاتے ہیں کہ انہوں نے اس مالِ غنیمت میں سے روسی ساختہ دو ڈی، سی توپیں انتہائی بڑی قیمت دے کر خریدیں اور پھر ایک خاص فوجی صاحب منصب اپنے محاذ کے لیے متعین کیا کہ وہ آ کر ہمارے محاذ کے مجاہدین کو ان توپوں کے استعمال کا طریقہ سکھائے۔

شہادت سے سرفرازی: بڑی مدت تک جہاد اور قربانیوں کے بعد اللہ کے راستے کا یہ انتھک مجاہد، غازی اور ہمدرد ذمہ دار مخالفین سے روبرو لڑائی میں 23/8/1995 کو ضلع دلارام اور کرشک کے درمیان واقع شوراو کے علاقے میں شہادت سے سرفراز ہوگیا۔

محترم قارئین! ہم اپنے اس تاریخی شاہکار اور نڈر مجاہد ملا محمد کے جہادی کارناموں کے اتنے ہی تذکرے پر اکتفا کرتے ہیں، کیوں کہ ان کی زندگی بھر کے تفصیلی واقعات کی تشریح کے لیے ہماری تحریر کا دامن ناکافی ہے۔ سوانح کی اشاعت کا مقصد آئندہ نسلوں تک تاریخ کی ان عبقری شخصیات کے متعلق مکمل و مستند معلومات محفوظ کرنا ہے تاکہ امریکی جارح سے مقابلہ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آباء و اجداد کی تاریخ موجود ہو اور ان کی زندگیوں سے استفادہ کرسکیں۔

عبدالروف حکمت

برما کے سانحہ فاجعہ کے متعلق امارت اسلامی کا ذمہ دارانہ اور تنبیہی پیغام اور دنیا پہ ان کے اثرات

برما کے مسلمانوں کی مظلومیت کی تاریخ بہت طویل اور پرانی ہے۔ یہ شاید یہ روئے زمین کے سب سے زیادہ عاجز انسان ہوں، جن کی تقریبا تین نسلیں بدھ اکثریت کے جبر واستبداد کی چکی میں پس رہی ہیں۔ برما میں مسلمانوں کی تعداد مقامی آبادی کے اعتبار سے چار فیصد ہے۔ تعداد کی یہ کمی اور اس ملک کی موجودہ جغرافیائی، قومی، مذہبی اور سیاسی صورتحال اس لیے بنی ہوئی ہے کہ برما کے مسلمانوں پر گذشتہ تین نسلوں سے ڈھائے جانے والے پے در پے مظالم کے حقیقی حالات کے بارے میں باہر کی دنیا کو صحیح اطلاع بہت کم ہی پہنچتی ہے، اور دوسری وجہ یہ کہ ان مظالم کے خلاف ردعمل دنیا میں بہت کم نظر آتا ہے۔

برما کے مسلمانوں پر ظلم وستم کا نیا طوفان اس وقت آیا جب رواں سال کے جون کے مہینے کے تیسرے دن دارالحکومت رنگون میں فوج کی جانب سے چند بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنے کے خلاف مسلمانوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا، اور پرامن طریقے سے برما کی بااختیار ظالم حکومت سے احتجاج کا آغاز کیا۔

برما کی خودمختار مگر ظالم حکومت جو اس سے قبل بھی کئی بار برما سے مسلمانوں کے مکمل خاتمے کے لیے ظالمانہ آپریشنز کر چکی ہے۔ اب ایک بار پھر مسلمانوں کو قتل کرنے، بے گھر کرنے اور لوٹ مار کرنے کا آغاز کیے ہوئے ہے۔ اور اس کام کے لیے مسلمان اکثریتی علاقوں کے بدھ عوام کو بھی ورغلا کر ساتھ ملایا گیا ہے۔ دی گئی معلومات کے مطابق 3 جون سے اب تک برما کے مختلف علاقوں میں بیس ہزار کے قریب مسلمان بودھوں کے ہاتھوں شہادت پا چکے ہیں، سینکڑوں گھروں کو لوٹ مار کے بعد جلا دیا گیا ہے، ہزاروں مسلمان اپنے گھروں سے بے گھر اور جبری ہجرت پر مجبور کیے گئے ہیں، اور ایسے کئی واقعات بھی پیش آئے ہیں کہ درجنوں مسلمان کو ایک ساتھ جلا دیا گیا۔

چونکہ برما کی حکومت میڈیا کو آزادی اور آزاد نشریات پر پابندی لگائے ہوئے ہے اس لیے بہت عرصہ تک مسلمانوں پر جاری مظالم بھی خفیہ رہے ہیں۔ لاعلمی یا ہٹ دھرمی کی صورحال اتنی گھمبیر ہے کہ جب بعض آزاد ذرائع نے انفرادی طور پر ان مظالم کی رپورٹنگ کی اور فیس بک، ٹویٹر، اور دیگر سوشل میڈیاز پر برما کے مظلوم مسلمانوں کی لرزہ خیز تصاویر نشر ہوئیں تو پھر بھی کئی نام نہاد دانشوروں کا کہنا تھا کہ یہ جعلی تصاویر ہیں جو بہت پہلے ہندوچین کے سیلابوں میں مصیبت زدگان کی لی گئی ہیں، اور مسلمان اب اس سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تعجب اس بات کا ہے کہ آج کے ذرائع ابلاغ کی دنیا میں کوئی خبر چھپی نہیں رہتی اور بہت جلد دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جاتی ہے، لیکن برما کے مسلمانوں کی اتنی بڑی مصیبت کے متعلق ساری دنیا اب بھی اندھی اور بہری بنی ہوئی ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں، کارکن اور انصاف کے عالمی علمبرداروں کی زبانیں سب کی سب یک طرفہ گنگ ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو آزاد ذرائع ابلاغ کہنے والوں نے بھی کوئی ایسی مستقل اور قابل توجہ رپورٹ شائع نہیں کی، جو مظلوم مسلمانوں کی حالت زار پر کچھ روشنی ڈالے۔

جولائی کے نصف تک برما کا یہ عظیم حادثہ میڈیا میں قابل ذکر توجہ نہیں پا سکا تھا، اور یہ مسئلہ صرف ضمنی خبروں تک محدود رہا۔ 20 جولائی کو امارت اسلامی افغانستان نے اس قضیہ کے متعلق اپنا اعلامیہ نشر کر دیا اور برما کے مسلمانوں کے قتل عام کی سخت الفاظ میں مذمت کی، امارت اسلامیہ افغانستان نے اپنے اعلامیہ میں نہ صرف اس کی پرزور مذمت کی بلکہ زیادہ دباؤ عالمی سیاسی اور نشریاتی قوتوں کے اس قابل ملامت کردار پر دیا اور اس صورتحال کو عالمی طبقات کے لیے باعث شرم قرار دیا کہ، اتنے بڑے پیمانے پر جرائم کا سلسلہ جاری ہے لیکن سیاسی اور ابلاغی قوتوں نے اس کے متعلق چپ سادھ رکھی ہے اور کسی ردعمل کا اظہار نہیں کر رہے

دنیا کے نام امارت اسلامی کے اس تنبیہی اور زجری پیغام میں انتہائی اہم اور قابل توجہ نکات موجود تھیں۔ اس اعلامیہ کے بعد برما کے معاملے کی طرف دنیا والوں کی توجہ ہونے اور اس کے متعلق ردعمل دکھانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برما کے مسلمانوں کے متعلق اسلامی امارت کا اعلامیہ کسی حد تک برمی مسلمانوں کے حقوق کی آواز اور دکھوں کا مداوا ثابت ہوا ہے اور اعلامیہ نے اس معاملے کے متعلق دنیا کو جھنجھوڑ اور ذرائع ابلاغ کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ اس معاملے کو اپنی ترجیحات کا حصہ بنائے۔

یکم رمضان کو امارت اسلامی نے برما کے مسئلے کے متعلق سیاسی اور ابلاغی توجہ کو بیدار کیا تو رمضان کے دوسرے روز عرب لیگ نے پہلی مرتبہ اس قضیے کے متعلق اپنا ردعمل ظاہر کیا اور بہت تاخیر کے بعد اپنے ایک سرکاری بیان میں کہا کہ گذشتہ چند عشروں سے برما کی مغربی ریاست اراکان میں ہزاروں مسلمانوں کی شہادتیں اور ان کے گھروں کی لوٹ مار ایک بامقصد کام بن گیا ہے۔ دوم رمضان کو متحدہ عرب امارات کی حکومت نے بھی باقاعدہ طور پر مطالبہ کیا کہ اتحادی ممالک کے انسانی حقوق کی تنظیمیں برما کے حالات کے متعلق فوری اجلاس بلائیں۔ امارت اسلامیہ کی رپورٹ کے مطابق اس ملک کے وزیر خارجہ شیخ عبداللہ بن زید آل نہیان نے او، آئی، سی کے سربراہ اکمل الدین احسان اوغلو کے ساتھ فون پر برما کے موضوع پر بات کی اور مطالبہ کیا کہ اسلامی تعاون کی تنظیم کو چاہیے کہ تمام ممکنہ ذرائع سے برما کے مسلمانوں سے تعاون کے لیے آگے بڑھے۔

عالمی ٹی وی چینل الجزیرہ (جس سے امارت اسلامی نے اپنے اعلامیہ میں برما کے مسئلے پر خصوصی توجہ دینے کا مطالبہ کیا تھا) نے رمضان کے تیسرے روز برما کے متعلق بہت تفصیلی رپورٹ نشر کی اور اس ملک کے مظلوم مسلمانوں کی حالت دنیا کو انتہائی احسن طریقے سے مطلع کیا۔ اسی طرح اسی دن غزہ میں سینکڑوں فلسطینیوں نے جمع ہو کر برما کے کمزور مسلمانوں کے حق میں مظاہرہ کیا۔ رابطہ علماء فلسطین کے رہنما جناب سالم سلامۃ نے اپنے سرکاری بیانوں میں عالمی اسلامی اور انسانی حقوق کی تنظیموں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وہ برما کے مسلمانوں کی مدد کریں۔ انہوں نے کہا کہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ برما کے مسلمانوں کا اجتماعی استحصال کیا جا رہا ہے اور دنیا چپ چاپ تماشا دیکھ رہی ہے۔

رمضان المبارک کے چوتھے روز یورپی یونین نے پہلی مرتبہ برما کے مسئلے کے متعلق اپنا ردعمل ظاہر کیا اور اس ملک کی ظالم بدھ حکومت کے ان ظالمانہ اقدامات کی مذمت کی۔ ترکی کے خبری چینل کی رپورٹ کے مطابق یورپین یونین کی وزیر خارجہ کیتھرین آشٹن نے کہا ہے کہ یورپی یونین برما کے مسئلے کو انتہائی قریب سے دیکھ رہی ہے وہاں کے مسلمانوں پر واقعتاً انتہائی سخت مظالم جاری ہیں۔ یورپین یونین سیاسی ذرائع سے اس مسئلے کے حل لیے کوشش کرے گی اور بے گھر ہونے والے لوگوں کی مدد کرے گی۔

پانچویں رمضان کو "النبیئة النبرعیه للحقوق والاصلاح" کے نام سے حقوق کی ایک مؤثر تنظیم نے بھی برما کے مسئلے کے متعلق ایک اہم اعلامیہ جاری کیا۔ اس تنظیم نے اپنے اعلامیہ میں حدیث "مثل المؤمنین فی توادھم وتراحمھم مثل الجسد " کے حوالے سے کہا کہ برما کے مسلمان ہمارے جسم کے ایک حصے کی مانند ہیں، بہت عرصے سے ہمارا یہ حصہ آگ میں جل رہا ہے لیکن ہم مسلمان بے فکر اور خواب غفلت میں پڑے ہیں۔ اس اعلامیہ میں اسلامی اور خاص کر عرب ممالک کو تنبیہ کی گئی کہ وہ کیوں اب تک اس مسئلے کے متعلق غافل ہیں اس اعلامیہ میں عرب ممالک سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ برمی غیر مسلم لوگ جو عرب ممالک میں کام کر رہے ہیں ان ممالک سے نکال دیے جائیں تا کہ برما کی حکومت پر اقتصادی دباؤ بڑھ سکے۔

ساتویں رمضان کو ترکی حکومت نے پہلی مرتبہ برما کے معاملہ کے متعلق اپنا موقف ظاہر کیا، اس ملک کے وزیر اعظم طیب اردگان، (بکیر بوزدار) اور جسٹس وڈیولپمنٹ پارٹی کے رہنما حسین طاہر یلفوری نے مسلمانوں سے متعلق برمی حکومت کے اس اقدام کی شدید مذمت کی اور عالمی سطح پر برمی مسلمانوں کے لیے الگ سرزمین کا مطالبہ کیا۔ برما کے متعلق امارت اسلامی کے جگا دینے والے اعلامیے نے واقعے کے بعد اتنے کم عرصے میں اتنی بڑی سطح پر ردعمل کا اٹھنا اور برما کے مسئلے کی طرف عالمی سیاسی اور میڈیائی توجہ کا مبذول ہونا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ برما کے کمزور مسلمانوں کی مدد کے لیے امارت اسلامیہ کی مخلصانہ آواز کو اپنے اعلامیہ سے مطلوب حوصلہ افزا نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

ایسے حالات میں جب امارت اسلامی کو ابلاغ کے میدان میں بہت سی عالمی رکاوٹوں کا سامنا ہے اور عالمی ذرائع ابلاغ بھی ان کے ساتھ معاندانہ رویہ رکھے ہوئے ہے، امارت اسلامیہ کی آواز کا دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جانا اور عوام، حکومتوں، تنظیموں اور افراد کو جگانا صرف اور صرف نصرت الٰہیہ کا ثمرہ ہے اور دنیا کے کمزور مسلمانوں کے متعلق امارت کی مخلصانہ کوششوں کی برکت کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں یہ کہنے میں تأمل نہیں ہے کہ اس طرح سے بین الاقوامی اور اسلامی دنیا کے دیگر مسائل میں موقع کی مناسبت سے امارت اسلامیہ کے مؤقف کا سامنے آنا امارت اسلامیہ کی بین الاقوامی ساکھ کو مزید بہتر بنائے گا

..........بقیہ صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمالیں۔

صوبہ پروان

میں دشمن شدید نقصانات سے دوچار ہے.....

ابو عابد

رواں سال دشمن صوبہ پروان میں شدید نقصانات سے دوچار ہوا ہے۔صوبہ پروان جو دارالحکومت کابل کے شمال میں واقع ہے،کابل کے اہم ہمسایہ صوبوں میں شمار ہوتا ہے۔اطراف میں ہونے والے واقعات اور بدامنی کے اثرات براہ راست اس صوبے پر مرتب ہو رہے ہیں۔باوجودیکہ شروع سے ہی دشمن اس صوبے کو جس میں ان کا سب سے بڑا اڈہ (باگرام ائربیس) موجود ہے،اپنا اہم علاقہ سمجھتا رہا ہے۔مگر الحمدللہ گزشتہ چند برس سے ملک کے مختلف حصوں میں جہادی سرگرمیوں کی فعالیت اور وسعت کے ساتھ ساتھ اس صوبہ کے مختلف علاقوں میں بھی جہادی کارروائیوں کی لہر پہنچ چکی ہے اور اب اس صوبے کے تمام ضلعوں میں مجاہدین موجود،فعال اور متحرک ہیں۔

صوبہ پروان کے حکام کا کہنا ہے کہ اس صوبے کے تین ضلعوں [کوہ صافی،شینواراور سیاگرد] کے تمام علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ ہے جبکہ دشمن صرف ان اضلاع کے ہیڈ کوارٹر تک محدود ہے۔مثلاً ضلع سیاگرد کی پانچ بڑی چوٹیوں واز غر،قین چاق،سیدان،بخدرہ اور درہ قندیک طویل عرصہ سے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں،اس ضلع کے درہ چیلان میں پہلے دشمن کے مورچے قائم تھے مگر اب الحمدللہ مجاہدین نے انہیں فتح کر کے دشمن کو درہ سے نکال دیا ہے۔

ضلع شینوار جو کابل اور باگرام ائربیس کے اتھ واقع ہے، میں ہیر اور کفشان کے نام سے اہم چوٹیاں مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں،اس ضلع کے صرف نمک آب درہ میں مقامی ملیشیا کی شکل میں دشمن کے چند گنے چنے افراد موجود ہیں۔

کوہ صافی جو باگرام ائربیس کے ساتھ متصل ہے،کے اکثر علاقے آزاد ہیں،یہاں دشمن صرف ضلع کے مرکز تک محدود ہے،اسی طرح باگرام کی جانب جانے والی سڑک کے پہلے حصے پر چیک پوسٹیں قائم ہیں،باقی یہ علاقہ مکمل طور پر آزاد ہے جہاں مجاہدین ضلع تگاب اور سروبی تک آزادی کے ساتھ آتے جاتے ہیں۔

صوبہ پروان کے دوسرے اضلاع جیسے سرخ پارسا،شیخ علی، سالنگ،سیدخیل،جبل السراج اور باگرام میں مجاہدین موجود ہیں کبھی کبھی ان کی کارروائیوں کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں،سالنگ کے بڑے درے میں جسے دشمن سپلائی کے طور پر استعمال کرتا ہے مجاہدین مختلف اطراف سے دشمن پر حملے کرتے رہتے ہیں،اس راستے پر تپہ سرخ علاقہ ہے جہاں ہر چندروز بعد دشمن پر مجاہدین کے تابڑتوڑ حملوں کی خبریں آتی ہیں اور دشمن کو بے پناہ نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں۔

> مجاہدین کی کارروائیوں میں اضافے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رواں سال الفاروق آپریشن شروع کرنے کے ساتھ ان علاقوں میں بھی دشمن پر تابڑتوڑ حملے ہوئے جہاں پر پہلے جہادی سرگرمیاں زیادہ تیز نہیں تھیں۔

حالیہ کامیابیاں:

ملکی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ اور تھنک ٹینکس کی رپورٹوں کے مطابق افغانستان میں غیر ملکیوں اور ان کے حواریوں پر حملوں کا گراف رواں سال مزید بلند ہوا ہے،ناٹو حکام نے اعتراف کیا ہے کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں رواں سال ان پر حملوں میں گیارہ فیصد اضافہ ہوا ہے لیکن آزاد ذرائع نے حملوں کا تناسب اس سے بھی زیادہ قرار دیا ہے۔

مجاہدین کی کارروائیوں میں اضافے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رواں سال الفاروق آپریشن شروع کرنے کے ساتھ ان علاقوں میں بھی دشمن پر تابڑتوڑ حملے ہوئے جہاں پر پہلے جہادی سرگرمیاں زیادہ تیز نہیں تھیں، مثلاً رواں سال صوبہ پروان کے غوربند درہ کے شینوار اور سیاگرد علاقوں میں دشمن کو بھاری نقصان پہنچا ہے۔یہ ضلع جس کی اسٹریٹجک اہمیت بہت زیادہ ہے اور تقریباً اس کے تمام علاقے مجاہدین کے زیر کنٹرول ہیں،رواں سال جون کے مہینے میں افغان وزارت دفاع اور داخلہ نے اپنے غیر ملکی آقاؤں سے مل کر غوربند سے مجاہدین کو نکالنے کے لئے سرچ آپریشن شروع کیا تاکہ شمالی طرف سے دارالحکومت کابل

کو خطرہ نہ ہو، اس مقصد کے لئے ماہ جون کے شروع میں ہزاروں ملکی اور غیر ملکی فوجیوں اور 250 فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کا ہجوم شینو ار اور سیا گرد پہنچ گیا، ان پیدل اور فوجی گاڑیوں میں سوار ایک بڑا دستہ کابل کی طرف سے غوربند میں داخل ہوا اور دوسری جانب اسپیشل فورسز کا خصوصی دستہ ہیلی کاپٹروں کی مدد سے سالنگ کی چوٹیوں پر اتارا گیا، تاکہ مجاہدین پر دو اطراف سے حملہ کیا جائے، مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے شینو ار کے ہیر اور کفشان دروں میں دشمن کا یہ سرچ آپریشن شدید ناکامی سے دوچار ہوا، بیس دن کے سرچ آپریشن میں ان کے 25 سے زیادہ اہلکار مجاہدین کی مختلف کاروائیوں میں مارے گئے، اسی طرح بارودی سرنگوں اور دھماکوں میں کئی فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

شینو ار میں ناکامی کے بعد دشمن نے سیا گرد کا رخ کیا اور وہاں قین چاق درہ جو مجاہدین کا گڑھ ہے پر حملہ کیا، مگر یہاں مجاہدین پہلے سے دشمن کے حملے کے خلاف الرٹ تھے، دشمن کو حملے کے شروع دن سے مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، جس کے نتیجے میں ان کے ۴۰ اہلکار مارے اور چھ ٹینک تباہ ہوئے اور زندہ بچ جانے والے فوجی ہمت کر کے ضلع کے مرکز تک پہنچ گئے، یہ شکست غوربند میں دشمن کے لئے سب سے بڑا دھچکا تھا جس سے دشمن بوکھلا گیا، قین چاق میں ہزیمت اٹھانے کے بعد انہوں نے وازغر میں انتقامی کارروائیاں شروع کیں مگر یہاں بھی انہیں کوئی کامیابی نہیں ملی، اسی وجہ سے شکست خوردہ دشمن چند روز کے بعد واپس کابل لوٹ گیا۔

غوربند میں دشمن کی ان کارروائیوں کی ناکامی کے بعد اب علاقے میں مجاہدین کی موجودگی سے حوصلے بہت مضبوط اور بلند ہیں، اور اس فتح کے بعد مجاہدین پر صوبہ پروان کے لوگوں کا اعتماد مزید بڑھ گیا ہے۔

صوبہ پروان کے لوگ جو گزشتہ کئی دہائیوں سے مقامی کمانڈروں کے ظلم و ستم سہتے آ رہے ہیں اب وہ امارت اسلامی کے مجاہدین کو اپنے محافظین کی نظر سے دیکھ رہے ہیں، اس وجہ سے کہ وہ اپنی جان اور مال سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ مقامی مجاہدین کے مطابق غوربند کی لڑائی میں عام لوگوں نے دشمن کے خلاف مجاہدین کا بھرپور ساتھ دیا اور کئی لوگوں نے اپنی پرانی بندوقوں سے اپنے علاقوں میں دشمن کے خلاف مزاحمت کی، اس طریقے سے انہوں نے مجاہدین کے ساتھ اپنی وفاداری اور اخلاص کا ثبوت دیا۔

بقیہ از برما کے سانحہ فاجعہ......

خاص طور پر مسلمہ امہ کے مسائل پر توجہ اور ممکنہ حد تک ان کے حق میں اسلامی حمیت پر مبنی موقف اختیار کرنے سے امارت اسلامیہ پر امت مسلمہ کے اعتماد کو مزید تقویت ملے گی۔

ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ آج کل ہم اس دور میں جی رہے ہیں جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ (بدا الاسلام غریبا وسیعود کمابدا) آج مسلمان دنیا کے کونے کونے میں سب سے زیادہ مظلوم، غریب اور بے سہارا سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو دنیا کے کونے کونے میں مختلف سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی مسائل کا سامنا ہے۔ اور افسوس تو اس بات کا ہے کہ کفریہ جابر قوتوں کی طرح مسلمان حکومتیں بھی ان کے متعلق خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

آج دنیا کے کونے کونے میں کمزور مسلمانوں کی توقعات صرف ان مسلح مجاہدین سے وابستہ ہیں جو امت مسلمہ کی عزت اور سربلندی کے لیے لڑ رہے ہیں۔ چونکہ امارت اسلامی افغانستان اسلامی دنیا کی سب سے بڑی جہادی تحریک ہے اس لیے انہیں عالمی سطح پر اپنے ان ارادتمندوں اور مخلصین کی امیدوں اور آرزوؤں کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے اور جس طرح انہوں نے برما کے مسلمانوں کے ساتھ اپنی حمایت کا بروقت کا اظہار کیا، ہمیں امید ہے کہ امت کے دیگر معاملات کی طرف بھی توجہ دے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں کی حمایت میں کی جانے والی ہر حرکت میں برکت ڈالیں گے اور ان معمولی کوششوں پر بڑے بڑے نتائج و اثرات مرتب ہوں گے۔

آزادی کا نیا سویرا

محمد فرہاد جانباز

ساڑھے گیارہ سال سے کچھ اوپر ہو چکے ہیں۔حرص وہوس، لالچ اور مفاد پرستی کی بنیاد پر لگائی گئی آگ بے گناہوں کے جسم و جان کو مسلسل جلائے جارہی ہے۔متضاد حالات وواقعات کی بنا پر جس طرح اس بات کا فیصلہ کرنا مشکل ہے امریکا مشرق سے ابھرتے افغانی سورج کی روشنی سے بہرہ مند ہونے کے بجائے اس کے مقابلے میں اپنی لالٹینیں لیے کیوں آ کھڑا ہوا؟اسی طرح اس بحث کا بھی قولِ فیصل سے سد باب کرنا مشکل تر ہے،آیا میری پیاری جنگ آشنا دھرتی کرہ ارض پر وجود میں ہی اسی لیے آئی تھی کہ اس کو انسانی خون سے اپنی پیاس بجھانی تھی ...یا... کرسٹوفر کولمبس کی گندی فطرت سے کشید کردہ بُری خصلتیں اس کے جانشینوں کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتیں کہ ہر ایک سے چھیڑ خانی کرتے رہتے ہیں۔بہ ہر حال بات جو بھی ہو اس کا صحیح، درست اور قابل اعتماد رخ تو مستقبل کا منصف مزاج مؤرخ ہی بے رحم تاریخ کے سینے پر درج کرے گا۔لیکن ہم نے نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے جس پہلو پر بات کرنی ہے اس میں عالم اسلام کے نظریے،ان کے مفاد اور ان کے مستقبل کو مدنظر رکھنا از بس ضروری ہے۔بلاشبہ اس سوچ اور فکر سے فرار ہرگز ممکن بھی نہیں ہے۔اس وجہ سے کہ اگر اللہ تعالی نے اس ارض ہستی کے دامن پر اپنے ہاتھ سے تخلیق کردہ انسان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے تو اس میں بھی صرف اسی ابن آدم کو جو اطاعت الٰہی، احکام سماوی کی پاس داری اور رب کی غلامی کا اقراری ہونے کی وجہ سے حقیقتاً انسان کہلانے کا مستحق ہو۔اور فی زمانہ ان صفاتِ فاضلہ سے صرف اور صرف آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہی متصف ہیں۔

یوں تو افغان سرزمین کی تاریخ آریانہ سے افغانستان ہونے تک بے شمار جنگوں، جھڑپوں اور خانہ جنگیوں سے اٹی پڑی ہے۔جس کے ہر ہر حرف سے تلواروں، نیزوں اور تیروں کی چھن چھنک اور چمک، سنائی اور دکھائی دیتی ہے۔جس کے ہر ہر لفظ سے شعلے اگلتی بندوقوں کی ٹھاہ کانوں کے پردوں کو لرزاتی ہے۔جس کے ایک ایک جملے میں پوشیدہ گولہ و بارود کے دھماکے دلوں کو دہلا دیتے ہیں۔اور ان سے نکلتی آگ کی تیز چمک آنکھوں کو چندھیا دیتی ہے۔لیکن جب سے یہاں کے باشندوں نے بلند پایہ،فطری اور تا قیامت امتِ محمدیہ کی حیاتِ مستعار کا نظامِ زندگی بننے والے آفاقی دستورِ حیات، دین اسلام کو قبول کیا ہے،تب سے یہاں کی جنگ محض لڑائی نہیں رہی... جہاد بن گئی ہے۔اور جب سے پہاڑوں کی چٹانوں پر بسیرا کرنے والے شاہینوں کی پرواز کا رخ اور زندگی کو پابندگی بنانے کے لیے چہروں کا رخ بیت اللہ کی جانب ہوا ہے،تب سے یہاں کا قتل وقتال محض قتل انسان نہیں رہا... ایک مقدس فریضے کا روپ دھار گیا ہے۔یہ یہاں کے باسیوں کی فطرتِ سلیمہ ہی ہے جس نے آج تک ان کو افغانستان کے کوہ ودامن کا ملا بنا کر رکھا ہوا ہے۔اسی لیے تو ان کی اذان اور دوسروں کی اذان کی تاثیر میں نمایاں فرق ہے۔باوجود اس کے کہ وہ اور دوسرے اس ایک ہی فضا میں پرواز کرتے ہیں،مگر پھر بھی اہل دانش کہتے ہیں: اُن کا جہاں اَور ہے اور ہمارا جہاں اَور ہے۔

یقیناً 15 فروری 1988 کو امریکا نے تحقیق اور گہری بصارت سے بہت کچھ دیکھا ہوگا۔حالات کا تجزیہ کیا ہوگا۔ایمانی ٹیکنالوجی اور ایٹمی ٹیکنالوجی میں ہونے والے مقابلے کا تماشائی بھی بنا ہوگا۔بلاشبہ اس نے سرخ ریچھ کو لنگڑاتے ہوئے اپنے گھر کی راہ پکڑتے بھی دیکھا ہوگا۔

اس کو اس بات کی اطلاعات بھی بہم پہنچائی گئی ہوں گی 70، 75 برس سے ہر کالے گورے کا مالک بننے کا جنون لینن کے حواریوں پر کیوں سوار ہوا پڑا ہے؟ پھر عین جب وہ منزل سے چند گام کے فاصلے پر تھے تو حد سے بڑھ جانے والے ظلم کے نتیجے میں جہادِ افغانستان کی کوندنے والی بجلیوں اور ان کی تیز چمک نے لینن کی تھمائی ہوئی مشعل کو بے نور کیوں کر دیا تھا؟ یقیناً امریکی دماغوں نے ان امور پر بہت غور و خوض کیا ہوگا۔ پھر بھی نہ جانے ''امنِ عالم کے مفکر'' اور ''ظلم کی رات کو انصاف کے سویرے سے مٹا دینے کے دعویدار'' کو کیوں شب دیجور کی سوجھی؟ کہ 7 اکتوبر 2001 کو افغانستان کے ملا کو وہاں کے کوہ و دامن سے نکالنے آ پہنچا! لیکن کیا کیجیے حرص وہوس اور مذہبی جنونیت کی کالی پٹی کا، وہ ہر خدا فراموش، بے رحم اور مادہ پرست کی آنکھوں پر بندھ جاتی ہے۔ پھر اس کو پتا چلتا ہے یہ حلال ہے اور نہ ہی معلوم ہوتا ہے یہ حرام ہے۔ نہ یہ بات پلے پڑتی ہے یہ اچھا ہے اور نہ ہی یہ سجھائی دیتا ہے کہ یہ بُرا ہے۔ ویسے بھی وہ معاشرہ جس کے رگ و ریشے میں مادیت کا خون گردش کرتا ہو اور جس کے ہاتھ پاؤں پر کالے دھن کی کالک پہلے سے لگی ہوئی ہو، وہاں ایسے اعلیٰ اخلاق اور اوصافِ حمیدہ کی پریشان زلفوں کو کوئی نہیں سُلجھاتا۔ اور نہ ہی زندہ ضمیر کی پیچیدہ اور فلسفیانہ بحثوں میں وقت کھپانا دانش مندی کے زُمرے میں آتا ہے۔

بش کی سوچ تھی کہ چند ہفتوں نہیں دنوں میں یہاں کی فضا کو توحید کی اذانوں کی بجائے تثلیث کی گھنٹیاں سنادی جائیں گی۔ اس لیے وہ زمینی خزانے اور زرِ سیّال حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں پڑنے والی مار کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ وہ صلیبی جنگ کا طبل بجا کر اپنے پیشوا شیطان سے مزید ہدایات لینے کا کہا کرتا تھا۔ اس نے آزمائے ہوئے ''روسی گُر'' کی ری سائیکلنگ کر کے اس طریقے کی آزمائش کا سامان یہ کیا کہ افغانی لڑکیوں کو مغربی معاشرے کی راہ دکھلائی جوہرِ زن کو فروخت کرنے کے لیے سوینا ہوٹل جیسے بدنام زمانہ اڈے قائم کیے۔ وہاں کی چراغِ خانہ کو شمعِ انجمن بنایا۔ ربِ اَحد کی بندگی سکھانے والی تعلیم کو کالعدم قرار دے دیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس کے متبادل نئی عصری دانش گاہیں ہی قائم کرتا یا موجودہ ہی برقرار رکھتا، لیکن اس علم دشمن نے اپنے زورِ بازو کے سہارے وہ بھی بند کرا کر اپنی منحوس فوج کے لیے بیرکیں بنا ڈالیں۔ جو لوگ افغانستان کو سائنسی ترقی کی راہ پر ڈال سکتے تھے چن چن کر ان کو خاک و خون میں تڑپایا۔ اپنی دینی ثقافت، اسلامی تمدن اور مذہبی روایات کو حرزِ جاں رکھنے والوں پر حیا باختہ، اخلاق سوز اور خدا کا باغی بنانے والے طور و اطوار کے تند و تیز طوفان چلائے۔ چلو رنگ و نسل کے اعتبار سے افغانی ہی سہی، لیکن ذہنی اور فکری طور پر تو امریکی بن جائیں۔ اس کام کے لیے اس ظالم نے کیا کیا ستم نہ ڈھائے۔ زبردستی ان کو نام نہاد جمہوریت کا چتسمہ دیا گیا۔ میڈیا کا خوب غلط استعمال عمل میں لایا گیا۔ لالچ دلانے والی کیسی کیسی تحریکیں چلائیں کہ آخر کچھ تو ہمارے حق میں ٹھہرے....

لیکن قربان جاؤں اپنی مقدس دھرتی ماں کے ان طالبان پر جنھوں نے امریکی اور شمالی اتحاد کے ہاتھوں کنٹینروں، زندہ درگور کرنے اور مختلف قسم کی دہشت ناک اموات کے خوف ناک روپ دیکھ کر بھی اپنے قدموں کو لرزنے نہ دیا۔ سو بار جان واردوں اللہ کے ان شیروں پر جنھوں نے بگرام اور کیوبا کے عقوبت خانوں کا حال دیکھ سن اور پڑھ کر بھی اللہ کے باغیوں سے ٹکرانے میں پس و پیش سے کام نہ لیا۔ اتنی سختیاں جھیلنے کے بعد بھی ان کے عزم میں کوئی دراڑ نہیں آئی۔ کیوں کہ درحقیقت اصل بات تو یہ ہے حوصلے، ہمت اور ثابت قدمی نے اللہ کے ان شیروں کا ساتھ چھوڑنا اپنی توہین تصور کیا۔ اسی لیے تو ان کو جو مقام ملنا چاہیے تھا وہ اس کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ امیرالمؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ یقیناً عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بہادری، حُسن تدبیر اور ہیبت کے حقیقی وارث ہیں۔ وہ کافروں پر غضب ناک اور مسلمانوں پر نرم وگداز تھے۔ یہ بھی ایسے ہی ہیں۔ وہ عقیل، فہیم اور باتدبّر تھے۔ یہ بھی ان

سے کچھ مختلف نہیں ہیں۔اسی لیے تو جب بھی اِن کا سوزِ دروں اور خرد وجنوں سے لبریز بیان منظرِ عام پر آتا ہے تو اس کے حرف حرف سے قومِ مسلم کا غم ٹپک رہا ہوتا ہے۔ایک ایک لفظ ان میں چھپے دانائی، منزل کے قریب پہنچنے کی خوشی اور بہترین تفکیر وتدبیر کے آب دار موتیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ان کا دوٹوک دانش مندانہ مؤقف افغان مجاہدین کو منزلِ مراد کے قریب تر لیے جارہا ہے۔اللہ نے اپنے دشمن اور خدائی کے دعویدار امریکا کو ذلّت اور تکلیف میں مبتلا کردینے والے عذاب سے بہ ایں طور دوچار کیا کہ اس کو زمینی خداؤں کے قبرستان، افغانستان لا پھینکا۔ جہاں طالبان نے امریکا اور نیٹو کی خوب درگت بنا رکھی ہے۔انہوں نے صرف جولائی میں امریکا اور نیٹو کے 1033 صلیبی سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ ۲۹۸ گاڑیاں، ۲۳۴ ٹینک، ۵ ہیلی کاپٹر اور ۲ جاسوس طیارے تباہ کرڈالے ہیں۔اسی سے آپ طالبان کی کارکردگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔اب نیٹو نے اعتراف کیا ہے کہ افغان جنگ میں ہمارے ۵۳۰۰۰ فوجی مفلوج ہو گئے ہیں۔اس کے بعد طالبان کی طرف سے بیان آیا ہے کہ امریکا واتحادی اپنی افواج پر رحم کھا کر اسے مزید مفلوج ہونے سے بچائے۔یہ تو صرف ایک مہینے کی مختصر سی رپورٹ تھی، اگر آزاد سروے کی جائے تو خود کشی کرنے والوں کے علاوہ ایسے فوجیوں کی تعداد سینکڑوں کی حد سے گزر کر ہزاروں کو چھو رہی ہے جو متعدد نفسیاتی امراض کی آماج گاہ بن چکے ہیں۔طالبان نے امریکا کو بُری طرح پھنسا کر اس کی معیشت کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔امریکا میں سیاسی امور کے معروف ماہر اور کیلی فورنیا اسٹیٹ یونی ورسٹی کے پروفیسر ُپال سیلڈن فوٹے ُ نے امریکی معیشت کی زبوں حالی پر حکومت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا ہے: امریکا افغانستان میں فوجی مہم جوئی اور قبضہ برقرار رکھنے کے لیے ٹیکس دہندگان سے حاصل شدہ رقم افغان جنگ میں جھونک رہا ہے۔انہوں نے ایرانی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے مزید کہا ہے کہ امریکا ویتنام جنگ کی طرح افغان جنگ پر بھی بے پناہ پیسہ برباد کر رہا ہے۔ادھر ُسی این این ُ کا کہنا ہے کہ امریکا میں ۲۰۰۷ سے شروع ہونے والے اقتصادی بحران کی وجہ سے ۸۰ لاکھ ملازمتیں ختم کر دی گئی ہیں۔اس بحران کی وجہ سے سب سے زیادہ نوجوان بے روزگار ہوئے ہیں۔۱۹۲۹ء-۳۳ تک کے سب سے بڑے معاشی بحران کے بعد امریکا نے ۱۳ بڑے ایسے بحران دیکھے ہیں، لیکن کوئی بھی ۲۰۰۸ء سے شدید ترین اور طویل تر نہیں تھا۔

امریکا افغانستان مین کاری ضربیں کھا کھا اور سہہ سہہ کر تھکن سے چور ہے اور شکست کی ذلّت ورسوائی اور جگ ہنسائی نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے۔وہ اپنے خوف ناک ستم کے نتیجے میں دکھائی دینے والے منطقی انجام سے دو چار ہوئے بغیر بھاگنا چاہتا ہے، لیکن بے رحم ذلّت، دردناک لاچارگی اور آلام ومصائب سے بھرپور موت نے اس کے گرد گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔جب کہ حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ اس کے لیے فرار کی تمام راہیں مسدود ہو چکی ہیں۔مجھے ان کنجوس امریکی دانش وروں پر بہت ہی افسوس ہے، رنج ہے اور غم بھی ہے، جنہوں نے دانش کے پیاسے امریکا کو آبِ عقل کی دو بوندیں دینے پر بھی بخل سے کام لیا تھا۔کاش! وہ امریکا کو افغانستان پر بے جا دھاوا بولنے سے باز رکھ سکتے۔وہ اس تثلیثی فرعون کو بتلا دیتے، جس خطہ ارضی پر آفتابِ اسلام کی چمکتی کرنیں پڑ جاتی ہیں وہاں غیر اسلامی تہذیب کی تاریکی کبھی بھی نہیں چھا سکتی۔اور نہ ہی وہاں اپنے مفادات زیادہ دیر تک سمیٹے جا سکتے ہیں۔خیر جو ہوا سو ہوا۔ویسے بھی یہ انجام تو ہونا ہی تھا کہ آخر تمہارے اپنے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے۔

بہ ہر حال! طالبان نے عالمی دہشت گرد صلیبیوں کو ان کے اصل مقام ذلّت وپستی کی دلدل میں لا گرایا ہے۔اہلِ نظر بتا رہے ہیں عن قریب امریکا تباہ وبرباد ہونے والا ہے۔وہ ایسے ویران کھنڈرات میں تبدیل ہونے والا ہے، جہاں بربادی وویرانی کے استعارے اُلّو بولا کریں گے۔اور ان شاء اللہ اب کی بار مشرق سے طلوع ہوتے اس افغانی

سورج کو نصف النہار پر چمکنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ اور پھر جب یہ ظلم کی کالی گھٹا چھٹ جائے گی اور وہ نیا، اُجلا سویرا ایک دل رُبا انگڑائی لے کر نمودار ہوگا تو مجھے یقین ہے تب بڑی دیر تک ظلم سہتے رہنے والے لوگ ہمارے شہداء کو یاد کر کے ضرور کہیں گے۔

اے شہیدو ! تمہارا یہ احسان ہے
آج ہم سر اٹھانے کے قابل ہوئے

●........●........●

ہارون رشید کی حضرت فضیل سے ملاقات

ہارون رشید اور عباس رات کے وقت حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے نکلے۔ جب وہ ان کے دروازے پر پہنچے تو انہیں یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے پایا۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلهم کالذین آمنو ا وعملوا الصالحات.

(کیا گناہ گار یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مؤمن نیک عمل والوں کی طرح کردیں گے)

مطلب آیت کا یہ ہے کہ کیا وہ لوگ جو برائیاں کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم روز آخرت ان کے اور ان لوگوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گے جو مؤمن ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ غلط سوچتے ہیں۔ ہارون رشید نے کہا ہم نصیحت کے لیے آئے تھے سو یہ نصیحت کافی ہے پھر عباس سے کہا دروازہ کھٹکھٹا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا امیر المؤمنین آئے ہیں دروازہ کھولئے۔ فضیل نے کہا یہاں امیر المؤمنین کا کیا کام، اس نے کہا امیر المؤمنین کی اطاعت کریں اور دروازہ کھول دیں رات کا وقت تھا چراغ جل رہا تھا۔ انہوں نے چراغ بجھا دیا اور دروازہ کھول دیا۔ ہارون الرشید داخل ہوا اور ادھر اُدھر مصافحہ کے لئے گھومنے لگا جب ہاتھ ان کے ہاتھ پر پڑا تو وہ بولے ان نرم ہاتھوں پر افسوس ہے اگر وہ قیامت کے دن نجات نہ پا سکے تو، پھر کہا امیر المؤمنین اللہ کے ہاں جواب دہی کے لیے تیار ہوجایئے۔ کیوں کہ وہ آپ کو ہر مسلمان کے ساتھ کھڑا کر کے پوچھے گا کہ آیا تو نے اس کے ساتھ انصاف کیا ہے یا نہیں؟ ہارون الرشید بہت رویا اور انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ عباس سے کہا فضیل ٹھر جا تو نے تو امیر المؤمنین کو مار ڈالا۔ فضیل نے کہا ارے ہامان تو نے اور تیری قوم نے اسے ہلاک کر دیا اور مجھ سے کہتا ہے ٹھر جا۔ ہارون الرشید نے کہا تجھے ہامان اسلئے کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے فرعون ٹھہرایا ہے۔ پھر ہارون نے ان کے سامنے ایک ہزار دینار پیش کئے اور کہنے لگا یہ حلال مال ہے میری والدہ کی مہروں اور ان کی میراث سے ہے، فضیل نے کہا میں تو آپ سے کہتا ہوں کہ آپ جس حالت میں ہیں اس سے دست بردار ہوجائیں۔ مگر آپ مجھے اسی حالت میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ نذرانہ قبول نہیں کیا اور وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔

☼ ☼ ☼

جنت میں ایک محل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دس مرتبہ قل هو الله احد پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔

(کنز العمال، ص ۵۸۵، ج ۱)

شہید ملا محمد رحمہ اللہ کی جہادی زندگی پر ایک نظر

عمر غزنوال

ملا محمد رحمہ اللہ تحریک اسلامی طالبان کے ان بانیوں میں سے ہیں جن کی زیر تربیت کئی ایسے عسکری و جہادی شاہکاروں نے تربیت پائی، جنھوں نے آج کفری دنیا کے بڑے بڑے تربیت یافتہ فوجی جرنلوں کو ان کے تمام وسائل کے ساتھ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ان بہادر مجاہدین کے ہر کارنامے کے ساتھ اور عملی محاذوں میں ہر عسکری کامیابی کے ساتھ ملا محمد شہیدؒ کا نام اور بھی تر و تازہ ہوتا جاتا ہے۔ ان کے جہادی مدرسے کے شاگرد اب بھی ان کا نام لینے پر فخر کرتے ہیں، ملا محمدؒ شہید کی حیات سعیدہ اس شجرۂ طیبہ کی طرح ہے جس کی جڑیں تو زمین میں ہیں مگر اس کی شاخیں آسمان تک جا پہنچی ہوں۔ ملا محمد رحمہ اللہ نے بھی اپنے خون سے اس تحریک کی جڑوں کو سیراب کیا ہے، اسی پاکیزہ خون سے نمو نے پانے والی طالبان کی تحریک ہمارے سامنے ہے کہ یہ اسلامی دنیا کی سب بڑی جہادی تحریک بن چکی ہے، جس نے دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور اور مغرور صلیبی طاقت سے ٹکر لے رکھی ہے اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ اسٹریٹجک پاور، ٹیکنالوجی، تربیت یافتہ فوج اور بے انتہاء مالی وسائل سے مالا مال امریکہ ان نہتے لوگوں کے سامنے پانی بھرتا نظر آ رہا ہے۔

شہید ملا محمد رحمہ اللہ طالبان اسلامی تحریک کے بانیوں میں سے واحد ایسی شخصیت تھی جنہیں سوویت یونین کے خلاف جنگ کے حوالے سے ملک کے جنوب مغربی کونے میں انتہائی اچھی شہرت حاصل تھی۔ اسی نیک نامی نے تحریک طالبان کی تاسیس کے موقع پر نہایت اہم کردار ادا کیا۔ غاصب سوویت یونین اور ان کے چاپلوسوں اور مفسدین کے خلاف جہاد میں یہ انتھک اور ممتاز شخصیت تھی جن کی حیات طیبہ اور ہر کارنامہ تاریخ کے صفحات پر زریں الفاظ کے ساتھ رقم کئے جانے کے قابل ہے، تاکہ ہماری آئندہ نسلیں ان کی زندگی سے مستفید ہو سکیں۔

تعارف:

ملا محمد رحمہ اللہ نے آج سے 53 سال پہلے 1338ھ۔ش میں صوبہ قندھار کے ضلع ارغنداب کے گاؤں منار میں مرحوم مولوی عبد الواحد کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، مرحوم نے اپنی علمی زندگی کا آغاز اپنے شفیق و مہربان چچا مولوی نور محمد کی شرف تلمذ سے کیا، اور انتہائی کم عرصے میں درمیانی مراحل تک تعلیم مکمل کر لی۔

جہاد اور عملی زندگی:

شہید ملا محمد رحمہ اللہ ابھی دینی مدرسے میں اپنی تعلیم میں مصروف تھے کہ سوویت یونین ہمارے پاکیزہ حریم پر حملہ آور ہوا۔ ملا محمد رحمہ اللہ اگر چہ اس وقت کم سن تھے مگر ان کا غیرت مند دل یہ برداشت نہ کر سکا کہ وہ ایسے حالات میں اپنی تعلیم جاری رکھیں جب کہ ان کا ملک غاصبوں کی جارحیت کے زیر تسلط ہو۔ یہی وقت تھا جب وہ اپنی تعلیم چھوڑ کر ان جارحین کے مقابلے کے لیے علاقے کے مشہور جہادی کمانڈر شہید لالا ملنگ رحمہ اللہ کے ساتھ محاذ میں شامل ہو گئے۔ شہید ملا محمد رحمہ اللہ کو بہت کم وقت میں ایک ماہر جہادی رہنما کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ خطے کے دیگر مجاہدین بھی اپنے جہادی پروگراموں میں ان سے مشورے اور ان کی رہنمائی لینے کے لیے ان کے پاس آتے جاتے تھے۔

مرحوم نے اپنی جہادی زندگی کا آغاز قندھار کے ضلع مجالات، خوشاب، پاشمول اور چار باغ سے روسی فوجیوں کے خلاف لڑائی سے کیا۔ انہوں نے مذکورہ علاقوں میں دشمن کی کارروائیاں روکنے کے لیے پہلی مرتبہ حلقہ بند مورچہ بندی کا طریقہ ایجاد کیا۔ دشمن سے مقابلے میں معرکے کی اس پہلی صف کی ساری کی ساری تنظیم و ادارت وہ خود کرتے تھے۔ ان کی عسکری تکنیک دشمن کی فوج کو محاصرہ کرنے اور ان کی راہ روکنے میں بنیادی کردار ادا کرتی تھی۔ موصوف نے پہلی مرتبہ اسی عسکری مہارت کے ذریعے قندھار کا ضلع بابا صاحب فتح کیا اور وہاں موجود دشمن کا سارا سامان مال غنیمت میں لے آئے۔ ملا محمد شہید کے قریبی اور ہم نشین ساتھی حاجی رحمت اللہ ان کی عسکری فہم و فراست کے بارے میں کہتے ہیں

ایک مرتبہ قندھار شہر کے قریب انہوں نے روسی فوجیوں کے ایک کانوائے پر حملہ کے لیے مورچہ بندی کی، یہ کانوائے تین بکتر بند گاڑیوں کی حفاظت میں گزر رہا تھا۔ مجاہدین نے ملا محمد کی کمان میں اس کانوائے پر اچانک حملہ کر دیا جس میں دو بکتر بند گاڑیاں تباہ جبکہ ایک بکتر بند گاڑی بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئی۔ ملا محمد شہید نے اس بکتر بند کا بھی تعاقب کیا،

انہوں نے دیکھا کہ وہ گاڑی ایک جگہ آ کر رک گئی جس سے تین روسی فوجی اترے اور سڑک کے کنارے ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ یہ تینوں فوجی روسی ساختہ گن کلاکوف سے مسلح تھے۔ انہوں نے اپنے اسلحے ساتھ ہی زمین پر رکھدیے۔ شہید ملامحمد نے اچانک تکبیر کے ایک نعرے کے ساتھ ان پر فائر کھول دیا، تینوں کو موقع پر ہی ماردیا اور ان کا اسلحہ غنیمت میں حاصل کرلیا۔

جنوب مغربی علاقے میں روسیوں کے خلاف مقابلہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ مشہور، کمانڈر لالا ملنگ شہید رحمہ اللہ کا محاذ تھا، جس میں علاقے کے سب سے بڑے مجاہدین ملابورجان شہید، ملامحمد حسن رحمانی، حاجی لالا اور کمانڈر عبدالرازق شامل تھے اور اس گروپ کے بڑے رہنماؤں میں شمار کیے جاتے تھے۔ ان نامور مجاہدین کے مجموعے میں ایک ملامحمد شہید رحمہ اللہ بھی تھے جو اپنے ساتھیوں میں اچھے اخلاق، اچھی عسکری مہارت، تقوی اور مجاہدانہ بہادری میں معروف تھے۔

تحریک اسلامی طالبان کی تاسیس میں شہید ملامحمد رحمہ اللہ کا کردار:

افغانستان میں کمیونسٹوں کے زوال کے بعد پورے ملک میں ظالمانہ تنظیمی لڑائیوں کا آغاز ہوگیا۔ ان خونریز لڑائیوں سے افغان عوام کی وہ ساری امیدیں خاک میں مل گئیں جن کے حصول کے لیے ڈیڑھ ملین انسانوں نے اپنا پاکیزہ خون بہایا تھا۔ یہ ناموافق حالات کسی بھی افغان مسلمان کے لیے قابل قبول نہ تھے، اور یہی حالات تھے جن کے بدلنے کے لیے امیرالمومنین ملامحمد عمر حفظہ اللہ کی جانب سے طالبان کی اسلامی تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تحریک کے بانیوں میں ایک ملامحمد شہید رحمہ اللہ تھے جنہوں نے انتہائی قربانیوں اور جنگی مہارتوں کے ذریعے جنوب مغربی علاقوں میں طالبان کی اسلامی تحریک کے لیے راہ ہموار کی۔ شہید ملامحمد کے ایک قریبی ساتھی حاجی لالا تحریک کی تاسیس میں ان کے کردار کے متعلق فرماتے ہیں:

کابل میں نجیب کی کٹھ پتلی حکومت کے خاتمے کے بعد ہمارا ایک وفد جو سو آدمیوں پر مشتمل تھا کابل میں معروف جہادی شخصیت مولوی یونس خالص صاحب سے ملنے گیا۔ مولوی یونس خالص صاحب حزب اسلامی کے نام سے ایک جہادی تنظیم کے سربراہ تھے۔ ہمارا محاذ بھی موصوف کی تنظیم سے مربوط ایک محاذ تھا، وہ ہمارے لیے ایک قابل قدر عالم اور جہادی رہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ ہم نے کمیونسٹ حکومت کے خاتمے کے بعد اپنے آئندہ کے پروگراموں کے متعلق مشورہ مانگا تو ان کا کہنا تھا:

"محض کمیونسٹوں کے خاتمے سے جہادی اہداف حاصل نہیں ہوئے اور نہ ہی حقیقی مجاہدین کی آرزوؤں کا مان پورا ہوگیا ہے، آپ لوگ اپنا اسلحہ اور تمام جہادی وسائل سنبھال کر رکھیں اور کسی بھی تنظیم کے ساتھ مل کر تنظیمی جھگڑوں میں فریق بننے سے احتراز کریں۔ آپ لوگ جنوب مغرب میں میری تنظیم کے سارے ہی متعلقین تک میرا یہ پیغام پہنچائیں اور ان سے کہیں کہ جس ہدف کے حصول کے لیے ہم نے جہاد کا آغاز کیا تھا وہ ابھی پورا نہیں ہوا، آپ لوگ کوشش کریں کہ اپنی جہادی تشکیلات اور گروپ اسی طرح برقرار رکھیں اور تنظیمی جھگڑوں سے دور رہیں۔"

حاجی لالا فرماتے ہیں جب ہم نے کابل سے واپس قندہار آ کر خالص بابا مرحوم کی ہدایات ملامحمد رحمہ اللہ کو سنائیں تو موصوف نے اپنے سارے مجاہدین کو جمع کیا اور انہیں اپنے جہادی رہنما خالص کی ہدایات سنائیں۔ اس کے بعد گروپ کے سارے عسکری وسائل کو جمع کیا اور ان کی حفاظت کے لیے کچھ لوگوں کو متعین کرکے ان کے حوالے کردیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجاہدین کی دینی تعلیم و تعلم کے لیے دینی علوم کے ایک اچھے ماہر عالم دین کا بندوبست کیا اور انہیں مجاہدین کی تعلیم کی ذمہ داری سونپ دی گئی، یہاں تک کہ ہمارا جہادی محاذ بہت جلد ایک تعلیمی مدرسے میں بدل گیا۔

ان مجاہدین کو ملامحمد شہید کی رہنمائی میں شرعی اور عسکری تعلیم دی جاتی اور ان کی فکری تربیت کا اہتمام کیا جاتا۔ یہ ایسے وقت میں ہو رہا تھا جب تنظیموں کے آپس کے جھگڑے عروج پر تھے۔ ہر طرف بدامنی، چوری اور ڈاکے کا راج تھا۔ روسی جارحیت کے خلاف لڑنے والے بہت سے مخلص مجاہدین ان دردناک حالات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، انھیں ان حالات سے انتہائی تکلیف ہوتی تھی۔ ہر ایک امید لگائے بیٹھا تھا کہ کہیں سے کوئی آئے گا جو انہیں ان مصائب سے نجات دلائے گا۔ اور یہی وہ وقت تھا جب ملامحمد عمر مجاہد کی جانب سے تحریک اسلامی طالبان کی بنیاد رکھی گئی اور ملک کے کونے کونے سے سارے مخلص مجاہدین امن اور نجات کے اس قافلے سے آ کر ملنے لگے۔

ملامحمد شہید رحمہ اللہ جو تحریک کے قریبی مخلص رہنماؤں میں سے تھے اور بہت پہلے سے فساد کے خاتمے کے لیے ایک اسلامی تحریک کے انتظار میں تھے وہ پہلے کمانڈر تھے جو تحریک میں آ کر شامل ہوئے اور اپنے سارے عسکری وسائل اور تربیت یافتہ مجاہدین کو تحریک کا حصہ بنا کر اس میں ضم کردیا۔

شہید ملامحمد کے تربیت یافتہ مجاہدین وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے اچھے اخلاق اور اپنی مجرّب جہادی مہارتوں کے ذریعے امارت کے ہاتھ مضبوط کیے، یہی وجہ تھی کہ بہت کم عرصے میں ملک کے جنوب مغربی حصے

میں تمام علاقوں کے مفسدین اور تنظیمی لڑا کو لوگ بھگا دیے گئے اور وہاں امن وامان کی فضا بحال کر دی گئی۔ اور اسی دورانیے میں طالبان تحریک کے رہنماؤں نے ملا محمد شہید کو ان کی عسکری سمجھ بوجھ اور سابقہ جہادی تجربہ کی بناء پر تحریک کا عمومی کمانڈر مقرر کر دیا اور سارے عسکری علاقوں کی ذمہ داری ان کے حوالے کر دی۔

تحریک کی تاسیس کے بعد ان کے کارنامے:

5/11/1994 کو قندہار پر طالبان کے قبضے کے بعد ملا محمد شہید نے طالبان تحریک کے عمومی ناظم کی حیثیت سے قندہار کے پڑوسی صوبوں کے تصفیے کے لیے ایک عسکری پلان مرتب کیا، جس کے ذریعے سے بہت جلد ہلمند، فراہ، نیمروز اور اروزگان کے صوبہ جات سے پے در پے تنظیمی لڑاکاؤں کا صفایا ممکن ہوا۔ موصوف نے اس آپریشن میں صوبہ فراہ کے ضلع دلارام سنجیلان کے علاقے میں ایک بڑے معرکے میں مخالفین کے 1300 مسلح افراد کو زندہ گرفتار کر لیا اور نہایت ہی تھوڑے عرصے بعد انہیں آزاد کر دیا، وہ بار بار اپنے ساتھیوں کو قیدیوں سے اچھے سلوک کی نصیحت کرتے رہے۔

اس آپریشن کے آخری مراحل میں مخالفین کی جانب سے جا بجا بچھائی گئی بارودی سرنگوں کے ایک دھماکے میں وہ شدید زخمی ہو گئے اور صوبہ ہرات کے لیے جو پلان انہوں نے مرتب کیا تھا اور جسے وہ لے کر آگے جا رہے تھے وہ یوں ہی رہ گیا۔ ملا محمد شہید ابھی پوری طرح سے صحت یاب بھی نہیں ہوئے تھے کہ پھر سے خط اول پر گئے اور وہاں مخالفین کے خلاف اپنی آغاز کردہ لڑائی کی کمان سنبھالی اور اللہ تعالی کی نصرت اور اپنی خاص عسکری مہارت سے خط اول کو ہرات تک پہنچا آئے۔

ملا محمد کی جہادی زندگی کی چند خصوصیات:

دینی ماحول اور مضبوط ایمانی عقیدے کی بدولت ہمیشہ ایک مسلمان اس بات پر تیار ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان اللہ تعالی کی راہ میں قربان کرے اور ایسے لوگوں کو تیار کرے جو ضعیف اور کمزور لوگوں کو جابروں کے جبر سے آزاد کرائیں۔ ایسے جدوجہد کرنے والے لوگ بہت سے امتیازی خصوصیات کے حامل ہوا کرتے ہیں، ملا محمد رحمہ اللہ بھی ایسے لوگوں میں سے تھے۔ ہم مختصراً موصوف کی جہادی زندگی کی ان ہی خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں

۱۔ بے ریا تقویٰ اور خوف خدا موصوف کا خاص امتیاز تھا، ان کی اس خصوصیت کا اس وقت زیادہ پتہ چلتا جب رات کے اندھیرے میں وہ اللہ رب العزت سے راز و نیاز میں مشغول ہوتے یا قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہوتے۔

۲۔ دشمن سے مڈبھیڑ کے وقت ان کی بے پایاں بہادری اور اپنے مجاہدین بھائیوں پر بے انتہاء شفقت اور ہمدردی یہ وہ صفات تھیں جس کی وجہ سے دیگر جہادی رہنماؤں کے درمیان انہیں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔

۳۔ وہ علمائے کرام اور بزرگوں کا بے حد احترام کیا کرتے تھے اور ہر کام میں ان سے مشورہ لیا کرتے۔

۴۔ حلم، حیاء اور ایثار ان کو بے حد پسند تھا وہ اپنے گھر، محاذ اور مدرسے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی اعلیٰ اسلامی اخلاق سے پیش آتے تھے۔

۵۔ زندگی میں ہمیشہ ایک حالت پر رہتے، نہ کسی پریشانی اور تکلیف کے وقت بے قابو گھبراہٹ کا شکار ہوتے اور نہ ہی خوشی کے موقع پر آپے سے باہر ہوتے۔

۶۔ ان کی زندگی بہت سادہ تھی، عیش پرستی اور ہوس رانی سے انہیں سخت نفرت تھی۔ ریا اور دکھلاوا وہ پسند نہیں کرتے تھا۔ بیت المال کے پیسوں سے خود کو بہت دور رکھتے، زندگی کے آخر تک انہوں نے ذاتی کاموں کے لیے بیت المال کا استعمال نہیں کیا۔

۷۔ ہر قسم کے گناہوں سے خود کو صاف رکھتے، نہ پیٹھ پیچھے کسی کی غیبت کرتے اور نہ سامنے کسی کی تعریف کرتے۔

۸۔ جہادی ضروریات اور ٹریننگ کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ اسلحہ و دیگر عسکری آلات اور جنگی تکنیکوں کا سیکھنا ان کا مشغلہ تھا۔ عسکری وسائل اور جنگی آلات کے ساتھ ان کی بے انتہا محبت کے بارے میں ان کے قریبی ساتھی حاجی لالا یوں کہتے ہیں:

ملا محمد مرحوم ہر قسم کے اسلحہ سے بے انتہا محبت رکھتے تھے۔ اپنا اسلحہ صرف نماز کے وقت خود سے الگ کرتے باقی ہر وقت ان کا اسلحہ ان کے کندھے سے لٹکا رہتا تھا۔ 1990ء میں صوبہ زابل کی جنگ میں کمیونسٹوں سے بہت زیادہ اسلحہ مال غنیمت میں حاصل کیا تو دیگر محاذوں کے مجاہدین کے حصے میں جو آیا تھا، اسلحہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سب نے وہ اسلحہ فروخت کر دیا۔ صرف ملا محمد ایسے شخص تھے جنھوں نے نہ صرف اپنا اسلحہ اپنے پاس سنبھالے رکھا بلکہ کوشش کرتے رہے کہ دیگر ساتھیوں سے ان کا اسلحہ بھی باقاعدہ قیمت دے کر خریدا جائے۔ مرحوم نے یہ اقدام ایسے وقت میں کیا جب ہمارا محاذ اس وقت انتہائی تنگ دستی کا شکار تھا۔

بقیہ صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمالیں۔

صوبہ ہرات کے جہادی مسؤول مولوی عبدالغنی سے گفتگو

انٹرویو: حبیب مجاہد

محترم قارئین! صوبہ ہرات افغانستان کے مغرب میں واقع انتہائی اہم اور زیادہ آبادی والے صوبوں میں سے ایک ہے، جس کی سرحدیں ترکمانستان اور ایران کی سرحدوں سے ملتی ہیں۔ اس صوبے میں گنجان آبادی والے اضلاع اور بڑا مرکزی شہر شامل ہیں۔ یہاں کے لوگ افغانستان بھر کے لوگوں میں زیادہ جہادی جذبہ، استقلال اور شجاعانہ صفات کے ساتھ ممتاز ہیں۔ اسی لیے جہاں افغانستان پر حالیہ بیرونی جارحیت کے خلاف دوسرے اضلاع میں جہاد و قتال جاری ہے، وہیں رواں سال ''الفاروق آپریشن'' کے آغاز کے بعد سے پورے افغانستان کی طرح ہرات میں بھی جہادی کارروائیوں میں بہت تیزی آئی ہے۔ اور خوش آیند بات یہ ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کی جانب سے دعوت و ارشاد کے مختلف ترغیبی پروگرام جاری ہونے کے بعد سے سینکڑوں ایسے لوگ جو صوبے میں دشمن کی صفوں میں کھڑے تھے حقائق سے باخبر ہو کر اپنے اسلحہ سمیت دشمن کی صفوں سے نکل کر مجاہدین کی صفوں میں آ شامل ہوئے ہیں۔ ہرات کے ان ایمان افروز حالات معلوم کرنے اور مجاہدین کی دیگر کامیابیوں سے متعلق جاننے کے لیے ہم نے زحمت دی ہے صوبہ ہرات کے عمومی جہادی ذمہ دار مولوی عبدالغنی صاحب کو، اور ان سے کچھ سوالات کیے ہیں جو قارئین کی معلومات اور امتِ مسلمہ کی حوصلہ افزائی کے لئے پیشِ خدمت ہیں۔

نمایندہ: محترم مولوی صاحب! سب سے پہلے تو ہم آپ کو اپنے مجلّے کے ''ملاقاتی صفحے'' میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے قارئین کو ہرات کے موجودہ جہادی حالات کے متعلق ذرا تفصیل سے بتائیں، اور ہرات کی موجود صورتحال پر بھرپور روشنی ڈالیں!

مولوی صاحب: نحمدہ و نصلي علی رسولہ الکریم اما بعد

سب سے پہلے میں آپ کو اور تمام قارئین کو السلام علیکم کہتا ہوں۔ صوبہ ہرات کے متعلق مختصراً اتنا کہوں گا کہ ہرات میں اب ماضی کے بنسبت جہادی کام کم و کیف کے اعتبار سے اچھا ہو گیا ہے۔ ہرات کے مرکز اور تمام اضلاع میں نہ صرف ہماری تشکیلات فعال ہیں بلکہ وہ ساری تشکیلات جن کے احکامات امارت اسلامی کی جانب سے "لائحہ" کی شکل میں آتے ہیں، سب کی سب ہرات کے تمام اضلاع میں فعال ہیں۔ اس کے علاوہ عملی جہاد بھی پورے صوبے میں پھیلا ہوا ہے۔ ہرات کے اضلاع میں شینڈنڈ، ادرسکن، گلران، رباب سنگی، کشک کھنہ، اوبی، چشت، اور غوریان وہ علاقے ہیں، جن کے اکثر حصے بالکل فتح ہو گئے ہیں، یعنی وہاں کے اطراف کے تمام علاقوں میں مجاہدین کو تسلط حاصل ہے اور دشمن کا قبضہ صرف علامتی ہے اس پر مستزاد گذرہ، زندہ جان، انجیل، پشتون، زرغون اور کرخ وہ علاقے ہیں، اور وہاں موجود مجاہدین بھی خوب طاقت میں ہیں اور دشمن آسانی سے گشت و گذر نہیں کر سکتا۔

ہرات میں دشمن کے قبضے اور استحکام کے متعلق بتاتا ہوں کہ وہاں خارجیوں کا قبضہ انتہائی کمزور ہو گیا ہے۔ اب صرف مرکز، شینڈنڈ اور اوبی کے اضلاع میں کچھ امریکی موجود ہیں۔ ضلع شینڈنڈ میں زیرکوہ کا علاقہ جس کی آبادی انتہائی زیادہ ہے اور یہ انتہائی اہم علاقہ ہے، پہلے اس علاقے میں بہت سے کیمپ اور اربکیوں کی چیک پوسٹیں تھیں۔ اب دشمن ان کیمپوں سے بھاگ گیا ہے اور اکثر اربکیوں نے بھی اسلحہ ڈال دیا ہے۔ اب اس وسیع علاقے میں جہاں ہزاروں خاندان رہتے ہیں، صرف بخت آباد کے گاؤں میں کچھ خارجی اور داخلی فوجیوں کا تسلط ہے، بقیہ علاقے دشمن سے پاک ہو گئے ہیں۔ ہرات میں دشمن کا سارا تکیہ اب اس کرایے پر کام کرنے والی اردو ملی افواج (افغان نیشنل آرمی) پر ہے جو مختلف اضلاع میں چھپی بیٹھی ہیں۔ یہی وجوہات ہیں کہ خارجیوں کا تسلط بالکل کم ہو گیا ہے۔ محلی پولیس (اربکی) بھی صرف شینڈنڈ، کشک کھنہ، اوبی اور اسلام قلعہ میں تھوڑی سے تعداد میں موجود ہے۔ ان علاقوں میں بھی اب وہ مجاہدین کے سامنے آئے روز ہتھیار ڈال رہے ہیں۔

نمایندہ: ہرات میں الفاروق آپریشن کی کامیابیوں کے متعلق کچھ معلومات سے پردہ اٹھانا پسند کریں گے؟

مولوی صاحب: **للّٰہ الحمد**! پورے افغانستان کی طرح صوبہ ہرات میں بھی الفاروق آپریشن نے بہت سی اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس آپریشن کے اعلان کے بعد سے اب تک پورے ہرات میں مختلف علاقوں میں دشمن پر 118 ایسے حملے اور دھماکے ہوئے ہیں جس میں دشمن کو انتہائی سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ مرکزی شہر میں بھی

مجاہدین کی کوششوں کی برکت سے کامیاب کارروائیوں کا آغاز ہوگیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہرات افغانستان کے مغرب میں سب اہم اور بڑا شہر ہے۔جس کے دفاع پر دشمن نے بھی بھرپور توجہ دی ہوئی ہے۔مگر دشمن کی تمام تر رکاوٹوں کے باوجود مجاہدین کی قربانیوں کی برکت سے اب اس شہر کے داخل میں بھی دشمن پر حملے ہورہے ہیں۔رمضان المبارک کے پہلے نصف میں ہرات کے شہر میں 7 مؤثر آپریشن ہوچکے ہیں۔بعض مواقع پر دشمن کے فوجیوں کو بغیر آواز والی رائفلوں سے نشانہ بنایا گیا یا دشمن کے مراکز پر دستی بموں سے حملے کیے گئے ہیں۔اسی طرح ہرات کے صوبائی مقام کے انتہائی قریب مستوفیت چورنگی پر دشمن کی رینجر گاڑی کو بم سے تباہ کردیا گیا تھا دشمن جو اس شہر کو اپنے لیے واحد پرامن شہر سمجھتا تھا ان واقعات کے بعد سخت مشکلات سے دوچار ہوگیا ہے۔اس کے علاوہ اس سال ہماری بڑی کامیابی دشمن کی صفوں سے سینکڑوں لوگوں جدا کرنا ہے، جس نے دشمن کے حوصلے پر انتہائی کاری ضرب لگائی ہے۔

نمائندہ: آپ نے دشمن کے افراد کے ہتھیار ڈالنے کی بات کی ہے، اس کی تفصیلات اگر اجاگر کی جائیں تو بہت بہتر ہوگا۔

مولوی صاحب: کیوں نہیں...... اس سال ہرات کے مجاہدین کی بڑی کامیابی یہ تھی کہ دعوت وارشاد کے پروگراموں کی برکت سے جو لوگ ہرات کے مختلف علاقوں میں سیکیورٹی اداروں میں کام کررہے تھے، دشمن کی صفوں سے نکل کر مجاہدین سے مل گئے ہیں۔یہ لوگ نہ صرف یہ کہ خود آکر ملے ہیں بلکہ اپنے ساتھ بہت سارا اسلحہ بھی لاکر مجاہدین کے حوالے کردیا ہے۔اب تک ہم نے دشمن کے ہتھیار ڈالنے والے افراد کی مکمل گنتی نہیں کی ہے مگر اجمالی طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ قریبی دنوں میں صرف شینڈنڈ میں 159، ادرسکن میں 26، ضلع اوبی میں 4 اور چشت میں 21 افراد مجاہدین سے آملے ہیں، جو بڑی تعداد میں بھاری اور ہلکا اسلحہ، وائرلیس سیٹ، اور موٹر سائیکلز اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں۔ ہرات کے دیگر اضلاع میں بھی دشمن کے افراد نے ہتھیار ڈالے ہیں اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔اس بارے میں مزید بتاتا ہوں کہ اس سال دشمن کے افراد کے مجاہدین سے ملنے کے واقعات میں اس لیے تیزی آئی ہے کہ امارت اسلامیہ کی جانب سے دعوت وارشاد کے نام سے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا ہے جو ان افغانوں کو جنہیں دشمن نے ورغلا کر اپنی صفوں میں کھڑا کردیا ہے اور وہ صرف اور صرف پیسوں کی خاطر دشمن کے لیے لڑرہے ہیں، ان کی رہنمائی کرے اور ان کو اپنی غلطیوں پر متوجہ کرے۔اس کمیشن نے پورے افغانستان کی طرح ہرات میں بھی کام شروع کیا ہے اور اب تک ان کے کاموں کا بہت اچھا نتیجہ آرہا ہے۔ہم امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ دعوت وارشاد کے اس کام کے نتیجے میں ان شاء اللہ دشمن تنہا رہ جائے گا، جو دشمن کی ناکامی کا باعث ثابت ہوگا۔اس لیے کہ اس طرح سے ہمارے لیے بغیر کسی جھگڑے اور نقصان کے دشمن کی صفوں کو نقصان پہنچانا ممکن ہورہا ہے، دوسری طرف ہتھیار ڈالنے کا یہ سلسلہ دشمن کے مورال پر بھی برا اثر ڈالے گا جس سے دشمن اپنے مستقبل سے مایوس ہوگا۔

نمائندہ: آپ نے کچھ دیر پہلے کہا تھا کہ صوبہ ہرات میں بہت سے علاقے دشمن کے وجود سے پاک ہوگئے ہیں کیا دشمن نے ان علاقوں پر دوبارہ قبضے کا کوئی قدم نہیں اٹھایا؟ اگر ایسا کوئی اقدام کیا ہے تو اس کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔کابل کا وزارت دفاع ہمیشہ یہ کہتا ہے کہ انہوں نے امید کے نام سے پورے افغانستان میں آپریشن شروع کیا ہوا ہے۔وہ روزانہ بہت سے علاقوں کو قبضہ کرنے کے دعوے کرتے ہیں اسی طرح وہ ہر دن اپنے آپریشنز میں مجاہدین کی شہادت اور ان کی گرفتاریوں کے دعوے بھی کرتے رہتے ہیں۔ہرات کے متعلق ان کے اس طرح کے دعووں کی حقیقت کیا ہے؟

مولوی صاحب: اس میں کوئی شک نہیں کہ کرزئی حکومت عملی عسکری محاذ پر شکست سے دوچار ہوچکی ہے، اب وہ چاہتے ہیں کہ بے بنیاد پروپیگنڈے اور دعووں کے زور پر اس شکست کو فتح میں بدل دیں۔ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہرات میں خارجیوں کا تسلط اب بہت کم ہے اور وہ لوگ اب آپریشن میں بھی بہت کم حصہ لیتے ہیں، اس لیے اب دشمن کا سارا تکیہ وزارت دفاع کی بنائی ہوئی افغان نیشنل آرمی پر ہی ہے۔گذشتہ چند مہینوں میں دشمن کی داخلی فوج نے جن کے ساتھ کبھی کبھی خارجی جارحین بھی ہوتے تھے، گذرہ، رباط سنگی، اور شینڈنڈ کے زیرکوہ کے علاقے میں بار بار آپریشن کیے مگر سوائے اس کے کہ دشمن کو بھاری نقصان کے ساتھ ہزیمت اٹھانی پڑی

اب افغانستان سے غیر ملکی افواج گاہے بگاہے نکل رہی ہیں، ہم نے ہرات میں بھی ان کے کیمپوں اور چیک پوسٹوں کی کم ہوتی ہوئی تعداد دیکھی ہے۔ اسی طرح افغانستان کے دیگر علاقوں میں بھی (دشمن کی گرفت کمزور ہونے کے) ایسے شواہد موجود ہیں۔افغانستان کے عوام کو بھی اس حساس مرحلے میں پوری ہوشیاری اور بلند ہمتی کے ساتھ جہادی اہداف پر نظر رکھنی ہوگی۔مجاہدین کو چاہیے کہ اپنا مورال بلند رکھیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اعلانیہ طور پر دشمن کا وجود بھی اس ملک سے سمٹ جائے اور یہ سرزمین ایک روشن اور خالص اسلامی نظام کے لیے ہموار ہوجائے۔

ان آپریشنوں کا کوئی اور نتیجہ نہیں نکلا۔ نہ کسی مجاہد کو گرفتار یا زخمی کر سکے ہیں اور نہ کسی علاقے پر قبضہ جمایا ہے۔

مجاہدین کے نقصانات کے متعلق بھی بتا دیتا ہوں۔ الفاروق آپریشن کے آغاز کے بعد سے پورے ہرات میں ہمارے 10 مجاہدین شہید اور 7یا 8 زخمی ہوئے ہیں۔ یہ نقصانات 118 سخت آپریشنوں کی بنسبت بہت کم ہیں۔ یہ مجاہدین بھی دشمن سے آمنے سامنے کی جنگوں میں شہید ہوئے ہیں، دشمن کے کسی آپریشن یا چھاپوں میں شہید نہیں ہوئے۔

نمائندہ: صوبہ ہرات کی سرحدیں ترکمانستان اور ایران سے ملتی ہیں اسی طرح اس صوبے کو افغانستان کا مغربی دروازہ کہا جاتا ہے جس کے بیچ سے رسد کی فراہمی کے انتہائی اہم راستے گذرتے ہیں۔ اگر معلومات ہمیں دی جائیں کہ سرحدی علاقے اور رسد کی فراہمی کے راستوں پر کن کا تسلط ہے؟

مولوی صاحب: سرحدات کے متعلق عرض یہ ہے کہ افغانستان اور ایران کے وہ سرحدیں جو ہرات میں آپس میں لگتی ہیں وہ سب مکمل طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں۔ یعنی وہاں تورغندی کے دروازے کے علاوہ اس طویل خط پر کرزئی حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں اور اس سرحد کے حفاظتی انتظامات مجاہدین کے ہاتھ میں ہیں۔ ایرانی سرحد کے قریبی علاقوں میں وہ میدانی علاقے جو شینڈنڈ اور گلران کے اضلاع کے قریب ہیں مجاہدین کے زیر تسلط ہیں۔ اسلام قلعہ کے علاقے میں مجاہدین کا کنٹرول نہیں۔

رسد کی فراہمی کے راستوں کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ یہ راستے بھی مجاہدین کے مکمل کنٹرول میں ہیں ان راستوں سے پرامن طور پر گذرنا دشمن کے لیے ممکن نہیں۔ مزار ہرات کی طویل شاہراہ جسے دشمن رسد کی فراہمی کے لیے استعمال کرتا ہے اس شاہراہ پر دشمن کی گذرنے والی کانوائے پر ہمیشہ مجاہدین کے حملے ہوتے ہیں۔ مجاہدین چاہیں تو اس راستے کو سبزک کے علاقے میں دشمن کے لیے مستقل طور پر بند کر دیں، لیکن چونکہ اس راستے سے عوامی ٹریفک زیادہ ہے اس لیے مجاہدین صرف وقتی طور پر دشمن کے قافلوں پر حملے کے وقت ان راستوں کو بند کر دیتے ہیں اور کارروائی کے اختتام پر واپس کھول دیتے ہیں۔

نمائندہ: محترم مولوی صاحب آخر میں ہرات کے عوام یا پورے افغانستان کے عوام اور مجاہدین کے نام کوئی پیغام، جسے ہم مجلّے کے توسط سے ان تک پہنچائیں۔

مولوی صاحب: جزاک اللہ، تاریخ شاہد ہے کہ ہرات کے لوگ دین سے محبت کرنے والے، اسلام پرست اور مجاہد واقع ہوئے ہیں۔ اگر آپ قریبی تاریخ میں ان کی قربانیاں دیکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ کمیونسٹ انقلاب کے خلاف بھرپور عوامی مخالفت کی تحریک سب سے پہلے ہرات سے اٹھی تھی۔ ہرات کے عوام نے روس کے خلاف جہاد کے بالکل آغاز میں 26 ہزار شہداء پیش کیے تھے۔ یہ ہرات کے لوگوں کے جہادی جذبے کا کھلا ثبوت ہے۔ ابھی کچھ مدت پہلے جب بگرام بیس میں امریکیوں نے قرآن کریم کی توہین کی تھی تو ہرات کے لوگوں نے غاصب فوجوں کے خلاف سخت احتجاجی مظاہرے کیے اور ہم نے دیکھا کہ ان مظاہروں کے سلسلے میں شینڈنڈ، ادرسکن اور مرکزی شہر میں درجنوں لوگوں نے اپنی جانیں قرآن کی حرمت پر قربان کر دی تھیں۔ اب بھی ہرات کے عوام سب کے سب عملاً مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ پورے ہرات میں ایسی مثال نہیں ملتی کہ ہرات میں عام شہریوں نے مجاہدین کے خلاف کوئی ادنیٰ سا قدم بھی اٹھایا ہو۔

اور ان لوگوں کے لیے جو عملاً جہاد میں مصروف ہیں میرا اس کے علاوہ کوئی پیغام نہیں کہ وہ اپنے منتخب کردہ جہادی راستے پر استحکام سے چلیں، دشمن کے پروپیگنڈے اور فکری یلغار میں نہ آئیں۔ جہاد کا جو راستہ انہوں نے منتخب کیا ہے وہی دنیا میں اور آخرت میں عزت اور سربلندی کا واحد راستہ ہے۔ دشمن کی کوشش ہے کہ ہرات کے مجاہد عوام میں نفاق کا الاؤ بھڑکائے ان کے اتحاد، دینداری اور دین و وطن سے محبت کے جذبے کو ختم کر دے، لہٰذا عوام الناس کو بھی چاہیے کہ دشمن کے ان رذیل مقاصد پر نظر رکھیں اور اپنا اتحاد و اتفاق برقرار رکھیں۔

اب افغانستان سے غیر ملکی افواج گاہے بگاہے نکل رہی ہیں، ہم نے ہرات میں بھی ان کے کیمپوں اور چیک پوسٹوں کی کم ہوتی ہوئی تعداد دیکھی ہے۔ اسی طرح افغانستان کے دیگر علاقوں میں بھی (دشمن کی گرفت کمزور ہونے کے) ایسے شواہد موجود ہیں۔ افغانستان کے عوام کو بھی اس حساس مرحلے میں پوری ہوشیاری اور بلند ہمتی کے ساتھ جہادی اہداف پر نظر رکھنی ہوگی۔ مجاہدین کو چاہیے کہ اپنا مورال بلند رکھیں، تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اعلانیہ طور پر دشمن کا وجود بھی اس ملک سے سمٹ جائے اور یہ سرزمین ایک روشن اور خالص اسلامی نظام کے لیے ہموار ہو جائے۔

نمائندہ: محترم مولوی صاحب! آپ نے ہمیں وقت دیا ہے، ہم آپ کے شکرگزار ہیں۔

مولوی صاحب: آپ کا بھی بہت شکریہ کہ مجاہدین کے حال کی خبر لیتے ہیں اور عوام تک جہادی کارروائیوں سے متعلق تازہ معلومات بہم پہنچاتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی جہادی خدمات قبول فرمائے۔ آمین

۞......۞......۞

عیدالفطر کے موقع پر عالیقدر

امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاهد کا پیغام

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده ونستعینه. ونعوذ بالله من شرور أنفسنا. ومن سیئات أعمالنا. من یهده الله فلا مضل له. ومن یضلل فلا هادی له. وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریک له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله امابعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

وَمَن يَتَوَلَّ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ فَإِنَّ حِزْبَ ٱللَّهِ هُمُ ٱلْغَـٰلِبُونَ ﴿٥٦﴾

میں افغانستان کی مجاہد عوام اور پوری امت مسلمہ کو عیدالفطر کے اس بابرکت موقع پر، عباداتِ رمضان کی ادائیگی پر اور پے در پے حاصل ہونے والی جہادی کامیابیوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے روزے، صدقات، جہادی خدمات اور اپنے راستے میں پیش کی جانے والی قربانیاں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ نیکیوں کے اس موسم میں آپ نے عبادات بجالانے اور فضائل سمیٹنے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مجاہدین کو دنیا و آخرت میں کامیابی عطاء فرمائے جو رمضان المبارک میں بھوکے پیاسے رہنے کے باوجود محاذوں اور مورچوں پر ڈٹے رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جد از جلد مسلمان قیدیوں کو کفار کی جیلوں سے آزادی سے نوازے۔ اور اللہ بزرگ و برتر حق کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے والے تمام شہداء کو جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے، زخمیوں کو فوری شفاء عطاء فرمائے، اور اللہ رب العزت ان خاندانوں کو صبر جمیل، عمدہ بدلہ اور دونوں جہانوں کی بھلائی سے سرفراز فرمائے جنھوں نے اللہ کے راستے میں خود کو بال بچوں سمیت قربان کر رکھا ہے۔ میں ان پر مسرت لمحات میں مبارک باد دینے کے ساتھ ساتھ کچھ اہم موضوعات کے حوالے سے چند ایک معروضات بھی پیش کرنا چاہوں گا جو درج ذیل ہیں:۔

جہادی سرگرمیوں کے کچھ احوال:

١- ہماری جہادی سرگرمیاں تمام شہروں میں پہلے کی بنسبت زور شور کے ساتھ، منظم انداز میں اور کامیاب اور زبردست منصوبہ بندی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہیں، ان عظیم کامیابیوں میں سب پہلے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد شامل حال ہے، اور پھر یہ سب کچھ عام مسلمانوں کے تعاون، غیور افغان قوم کی وحدتِ ملی، مجاہدین کی انتھک کاوشوں اور اللہ کی راہ میں نچھاور کی جانے والی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

٢- رواں سال آپریشن "الفاروق" کے نام سے جاری خصوصی کارروائیاں ملک کے کونے کونے تک پھیل چکی ہیں، منظم اور گہری منصوبندی کی برکت سے مجاہدین کے نقصانات کم اور دشمن کے نقصانات اور پریشانی میں اضافہ ہوا ہے، دشمن بڑے شہروں، اطراف اور حتیٰ کہ اپنے قلعہ نما مراکز میں بھی سکھ کا سانس نہیں لے سکتا، مجاہدین نے دشمن کے پہل کرنے کی قوت مسدود کر دی ہے اور اسے ہر جگہ دفاعی پوزیشن اپنانے پر مجبور کر دیا ہے، حتیٰ کہ وہ اپنے مراکز اور ٹھکانے چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔ اور ان حقائق کا اعتراف گاہے بگاہے دشمن خود بھی کرتا رہتا ہے۔

٣- مجاہدین نے (گزشتہ سال کی منصوبہ بندی کے نتیجے میں) دشمن کی صفوں میں گھسنے اور نفوذ پکڑنے کی اچھی خاصی صلاحیت حاصل کر لی ہے، بہترین تدابیر اور موثر حکمت عملی کے سبب دشمن کی صفوں میں موجود بہت سے افغانی نوجوان حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کی نصرت

کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور ان کی پوری توجہ غیر ملکیوں 'ان کے حاشیہ نشینوں 'ان کے فوجی مراکز اور اڈوں پر کاری ضرب لگانے پر لگی ہوئی ہے۔ ہم ان واجب التعظیم اور عالی ہمت نوجوانوں کی کارکردگی کو سراہتے ہیں اور پوری افغان قوم انھیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی ہے 'اور دوسروں سے بھی اس طرح کی ہمت اور جوان مردی کا ثبوت دینے کی توقع رکھتی ہے۔ دشمن کی صفوں میں اس بڑے پیمانے پر نفوذ پذیری کی بناء پر مجاہدین ان کے فوجی اڈوں 'دفتروں اور خفیہ ایجنسیوں کے مراکز میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں مربوط اور تباہ کن حملے کرتے ہیں اور انہیں شدید جانی اور مالی نقصانات پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح دشمن کے بہت سے اہلکار ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سمیت مجاہدین سے آملتے ہیں اور مجاہدین بھی انھیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں اس طرح کے بکثرت واقعات ہمیں دیکھنے کو مل رہے ہیں۔

۴- افغان جنگ کی وجہ سے قابض افواج کو اپنے ممالک میں بڑے پیمانے پر اقتصادی بحران اور عوامی مخالفتوں کا سامنا ہے 'یہاں تک کہ ان کے اپنے فوجی بھی غلط حکومتی پالیسیوں سے نفرت کر رہے ہیں 'اس کی زندہ مثال شکاگو کانفرنس ہال کے سامنے ان فوجیوں کے مظاہرے ہیں جنہوں نے افغانستان میں وقت گزارا ہے 'اسی طرح بین الاقوامی سطح پر بھی ان کے خلاف نفرت اور مخالفت بڑھ رہی ہے جس کے نتیجہ میں وہ مجبور ہوگئے ہیں کہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لیں اور یہ ہمارے مقدس جہاد کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

۵- امریکی اور اتحادیوں کو نہ صرف سیاسی 'اقتصادی اور فوجی میدانوں میں شدید ہزیمت کا سامنا ہے بلکہ دنیا پر واضح ہو چکا ہے کہ بیرونی قوتیں نہ تو انسانی قدر و قیمت سے آگاہ ہیں اور نہ ہی لڑائی کے آداب سے واقف ہیں 'انہوں نے انسانی حقوق اور شرف کو روند ڈالا ہے 'وہ اسلامی شعائر کی توہین کرتے ہیں 'شہداء کی بے حرمتی کرتے ہیں اور بچوں اور نوجوانوں میں بدکاریاں پھیلاتے ہیں 'رات کے اندھیروں میں گھروں پر چھاپے مارتے ہیں ۔خواتین 'بوڑھوں اور بچوں کو انتہائی وحشیانہ پن اور بے دردی سے قتل کرتے ہیں۔ زنگاوات 'سجاوند [قندھار] اور لوگر میں پیش آنے والے المناک حادثات ہمارے مد نظر ہیں ۔ اسی طرح دیہاتوں 'گھروں ' بازاروں 'مساجد و مدارس 'جنازوں اور محافل خوشی میں ان کی سنگدل اور وحشیانہ بمباری کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ (حقیقت حال یہ ہے کہ) ان سب جرائم کے ارتکاب کے باوجود بھی یہی قوتیں انسانی حقوق اور انسانیت دوستی کے نعرے بھی لگاتی ہیں۔

۶- تمام مسلمانوں کے لئے عموماً اور مجاہدین کے لئے خصوصاً دلوں کو ٹھنڈا کردینے والی بات ہے کہ بدخشان سے ہلمند تک ' اور ننگرہار سے ہرات تک کے تمام مجاہدین بھائیوں کی طرح ایک ہی جھنڈے تلے اور ایک ہی امیر کے تحت علم جہاد بلند کیے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے فضل سے یہی کامیابی و نصرت کا سبب بھی ہے اور اسی اتحاد نے دشمن کو بوکھلاہٹ کا شکار اور حیرت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

دشمن کی سازشوں پر ایک نظر:

۷- دشمن نے پچھلے گیارہ سالوں میں خوب زور لگایا ہے کہ اپنے میڈیا کے توسط سے افغانوں کے ذہن تبدیل کردے 'مگر نظر آتے حقائق (جن کا مشاہدہ افغان قوم اور پوری دنیا بخوبی کر رہی ہے) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کی تمام خبیث چالیں ناکام ہو چکی ہیں 'اور " نام نہاد آزادی کے علمبردار میڈیا" کے خفیہ ایجنسیوں سے تعلقات طشت از بام ہو چکے ہیں۔ اور یہ میڈیا والے افغانوں اور دنیا بھر کے لوگوں کا اعتماد کھو چکے ہیں 'اب لوگ ان پر بھروسا نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کے ان کے یہ سب پروپیگنڈے مجاہدین کے خلاف نظریہ سازش کے پھیلاؤ کا ایک ذریعہ ہیں 'عوام جان چکے ہیں کہ میڈیا اُسے ملنے والی خفیہ رقموں کے عوض قابضین کے نقصانات چھپاتا ہے۔ جبکہ مجاہدین کے نقصانات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور مجاہدین کی کامیابیوں پر سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔

۸- دشمن چاہتا ہے کہ اپنی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے چند جاہل اور اوباش نوجوانوں کو استعمال کرتے ہوئے عوام کے اندر بے چینی اور فتنہ انگیزی پیدا کرے ' کمیونسٹ حکومت کے زوال کے بعد ۱۹۷۰ کی دہائی کی طرح عوام کو مختلف جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم کردے۔ مگر الحمدللہ دشمن کا یہ مذموم منصوبہ ابتداء ہی سے ناکام ہوگیا ہے 'اس طرح کہ عوام الناس ان لوگوں کے جرائم دیکھتے ہوئے مجاہدین کے مزید قریب ہوگئے ہیں اور ان کی سازشوں سے ہر وقت باخبر رہتے ہیں۔

۹- قابضین کی جانب سے اپنے افغانی ایجنٹوں کو نام نہاد انتقالِ اقتدار کا پروگرام وہ جھوٹا ڈرامہ ہے جس کے تحت ایک جانب تو وہ اپنی شکست چھپانا چاہتے ہیں اور دوسری طرف افغان عوام اور دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ان پر افغانوں کا اعتماد ہے اور عوام چاہتے ہیں کہ انتظامی اور عسکری لحاظ سے ملک کا مستقبل انھیں کے حوالے کیا جائے۔ یہ بھی قابضین کے دوسرے منصوبوں کی طرح ایک ناکام جستجو اور لوگوں کو جھانسہ دینے کی ایک بھونڈی کوشش ہے، دیکھا جائے تو جن علاقوں میں اس منصوبے پر عمل کیا گیا ہے وہاں اب بھی عملی طور پر ادارے فوجی اور انتظامی حوالے سے قابض افواج کے مکمل کنٹرول میں ہیں اور اپنے تمام وعدوں کے برخلاف رات کے وقت چھاپوں سمیت تمام وحشیانہ حملوں کا اختیار ان ہی کے پاس ہے۔

اسٹریٹیجک معاہدوں کی منظوری، فوجی اڈوں کا قیام اور ناکام کانفرنسوں کا انعقاد :

۱۰- تزویراتی معاہدے کے نام پر افغانستان کو بیچنے کا جو کھیل کھیلا گیا یا کھیلا جا رہا ہے یہ کبھی بھی غیور افغان عوام کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا اور نہ ہی قابضین کے مسلط کردہ بے اختیار اور کٹھ پتلی ایجنٹوں کے پاس اس طرح کے معاہدات پر دستخط کرنے کا کوئی قانونی جواز موجود ہے۔

۱۱- افغانستان کی آزادی اور شرعی نظام کے نفاذ کی اہمیت وہ اعلیٰ نصب العین ہیں کہ امارت اسلامی کسی بھی قیمت پر ان پر سمجھوتے کے لیے تیار نہیں ہے، غیر ملکی قیام امن کے عنوان کے تحت موجود ہوں یا اسٹرٹیجک معاہدے کے تعاون کے نام پر، افغان عوام ان کے خلاف اس وقت تک جہاد جاری رکھیں گے جب تک افغانستان مکمل آزادی اور خود مختاری حاصل نہیں کر لیتا۔

۱۲- امداد کے نام پر منعقد کی جانے والی کانفرنسوں کے توسط سے کابل کی رشوت خور حکومت کے ساتھ اربوں ڈالر کے جو وعدے کئے جاتے ہیں، یہ صرف اور صرف غیر ملکی قابض قوتوں کے اشارے پر ہو رہے ہیں تاکہ کابل کے بیمار اور منتشر نظام کو ایک مخصوص وقت تک زندہ رکھا جا سکے، امداد دینے والے ممالک اور اقوام کو سمجھنا چاہئے کہ یہ امداد کسی طرح بھی افغان عوام کے دکھوں کا مداوا نہیں ہو گی بلکہ یہ کابل کے رشوت خور، منتشر، بیمار اور بیرونی مفادات کو تحفظ فراہم کرنے والے نظام میں شامل افراد کی ذاتی جیبوں اور بینکوں میں چلی جائے گی۔

بات چیت اور مذاکرات کا بیان:

۱۳- ہم نے ہمیشہ ایک خود مختار اور مضبوط اسلامی اور افغانی قوت کی حیثیت سے افغانستان اور اس کے ساتھ منسلک تمام بین الاقوامی ایشوز کے بارے میں واضح موقف اپنائے رکھا ہے، اور بتا دیا ہے کہ ہم اپنے عوام کی امیدوں اور تمناؤں کے مطابق اسلامی نظام کے نفاذ اور افغانستان کی وحدت کے تحفظ تک نبرد آزما رہیں گے، اس لئے کہ افغانستان تمام افغان قوم کا مشترکہ گھر ہے، سب اتفاق واتحاد کی فضا میں زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ امارت اسلامیہ قابض افواج کے انخلاء کے بعد باہم گفت و شنید کے ذریعے اسلامی نظام کے قیام میں سب افغانوں کو شریک کرے گی اور ان کی چاہتوں کا خیال رکھے گی، اور یہ نظام (ان شاء اللہ) مجاہدین، شہداء، یتیموں اور بیواؤں کی امنگوں کی تکمیل ثابت ہو گا۔

۱۴- امریکا کے ساتھ چند مخصوص موضوعات پر جو ابتدائی مذاکرات ہوئے تھے (جو اب تعطل کا شکار ہیں)، ان کا انعقاد امریکہ کی خواہش پر ہی ہوا تھا، میں اس حوالے سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے امریکہ کے ساتھ مذاکرات ہتھیار ڈالنے یا اپنے اہداف سے پیچھے ہٹنے کے لئے نہیں بلکہ قیدیوں کا تبادلہ، سیاسی دفتر کھولنے اور اپنے اہداف تک پہنچنے کی غرض سے کئے ہیں۔

افغانستان کا مستقبل:

۱۵- امارت اسلامیہ کو حکومتی اجارہ داری کا کوئی شوق نہیں ہے۔ افغانستان تمام افغانوں کا مشترکہ گھر ہے، جس طرح سب پر اس کی تعمیر اور ترقی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسی طرح اہلیت و برابری کی شرط پر حکومت میں حصہ لینا بھی ہر ایک کا حق ہے، امارت اسلامیہ کی بھرپور کوشش ہو گی کہ اختیارات اور اقتدار ایسے لوگوں کے سپرد کیا جائے جن میں پوری اہلیت ہو اور خصوصی طور پر حکومتی اداروں سے کرپشن ختم کی جائے۔

۱۶- امارت اسلامیہ حصول تعلیم کو اپنی قوم کی دنیاوی ترقی اور اخروی سعادت کا باعث گردانتی ہے آپ کو معلوم ہو گا کہ امارت اسلامیہ نے اپنے دور اقتدار میں بجٹ کا بڑا حصہ تعلیم کے لئے مختص کر رکھا تھا اور آج بھی اپنی تشکیلوں میں تعلیم اور تربیت کے لئے خصوصی کمیشن بنا رکھے ہیں تاکہ

اپنی عوام کو تعلیمی سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ لیکن بارہا دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اسکول بند کردیے جاتے ہیں، کچھ کو جلادیا جاتا ہے یا طلبہ پر زہریلا مواد استعمال کر کے مجاہدین کے سر تھونپ دیا جاتا ہے، درحقیقت یہ کام شکست خوردہ دشمن کی خفیہ سازشوں کی ایک کڑی ہے، جو مجاہدین کو بدنام کرنے کے لئے بروئے کار لائی جاتی ہیں۔

۱۷- ہم خواتین کو اسلامی اصولوں، قومی مفادات اور اپنی شرعی ثقافت کے مطابق تمام حقوق دینے کے لئے کمربستہ ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قابض قوتوں کی آمد کے ساتھ ہی افغان عوام خصوصاً خواتین کو بہت سے مصائب اور تکالیف برداشت کرنا پڑے ہیں، یہاں تک کہ کئی خواتین مظالم سے تنگ آکر خود کو جلا بیٹھیں، اور بعض مظلوم خواتین کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا، ان کی عزتیں پامال کی گئیں، اور آج بھی یہ جبر مسلسل رکنے میں نہیں آرہا ہے۔ جبکہ امارت اسلامیہ کے دور میں افغان خواتین پرامن زندگی بسر کر رہی تھیں اور ان تمام مصائب سے محفوظ تھیں۔

۱۸- عنقریب امارت اسلامیہ ملک کے اندر اور باہر موجود افغانوں کے لئے ایسی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ وہ اپنی پیشہ وارانہ مہارات اور تعلیمی استعداد کو ملکی تعمیر نو اور عوامی خوشحالی اور خدمت خلق کے لئے بروئے کار لاسکیں۔

۱۹- اسی طرح امارت اسلامیہ نے ہر زاویے سے کوشش کر رکھی ہے کہ اسلامی نظام کے زیر سایہ ملک کی تعمیر نو، زراعت کی ترقی (پیداوار کی بڑھوتری)، سڑکوں، پلوں، ہسپتالوں کی تعمیر، ملک کے عمومی بنیادی ڈھانچے کا از سر نو قیام، معدنیات کا استخراج، بارودی سرنگوں کی صفائی، بنجر زمینوں کی آباد کاری، اور افغانستان کو ایک کامیاب ترین صنعتی ملک بنانے اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول پر خصوصی توجہ دے۔

۲۰- افغانستان کی تقسیم کے منصوبہ سازوں کو جان لینا چاہیے کہ امارت اسلامیہ اپنی عوام کے تعاون سے ہرگز کسی کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ افغانستان کی بربادی اور تقسیم کی مذموم کوششوں کو پروان چڑھائیں۔

خارجہ پالیسی کا بیان :

۲۱- افغانستان ساری دنیا اور خصوصاً عالم اسلام اور ہمسایہ ممالک کے ساتھ اسلامی اصولوں اور ملکی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے باہمی احترام اور دلچسپی کے امور پر اچھے تعلقات کا خواہاں ہے، اور کسی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا ارادہ نہیں رکھتا اور کسی دوسرے ملک کو بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرے، امارت اسلامیہ دنیا کو اطمینان دلاتی ہے کہ اس کی سرزمین کسی دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں ہوگی۔ اور ہر کس وناکس پر یہ بات واضح کرتی ہے کہ اسلامی تعلیمات اور وطن کے مصالح کو مدنظر رکھتے ہوئے بین الاقوامی قوانین و معاہدات کا احترام یقینی بنائے۔

۲۲- ہم عرب انقلابات کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومتوں، عرب اقوام کو حاصل نئی زندگی اور نئے حالات پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں، اور ہماری اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہر میدان میں آگے بڑھیں، ان کا مستقبل روشن ہو اور وہ اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات کو جاری وساری کریں۔ اور سب سے زیادہ فرحت وانبساط کی بات تو یہ ہے کہ ظلم واستبداد کی چکی میں پسے ہوئے کئی مسلمان طویل ترین غریب الدیاری کے بعد اپنے وطن اور اہل وعیال میں واپس لوٹ رہے ہیں۔

۲۳- فغانستان کی مسلم عوام دیگر تمام مسلمانوں کی طرح برما کی حکومت کے زیر سایہ ہوتے والے مسلمانوں پر مظالم کے بارے میں رنجیدہ ہے، ہم موتمر عالم اسلامی (اسلامی کانفرنس) اور دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیموں سے مطالبہ کرتے ہیں ان مظالم کو روکنے کے لیے فوری اقدامات اٹھائے جائیں۔

مجاہد بھائیوں کے نام پیغام!

۲۴- میرے محترم عزیز مجاہد بھائیو! یہ ہماری خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے دین کی خدمت لے رہا ہے، اور ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں مشغول کر رکھا ہے۔ یہ جو آپ ہر لمحہ اپنی خواہش اور رضامندی سے تیاری پکڑے رکھتے ہیں اور اپنے دین، عوام اور ملک کے دفاع کے لئے قربانیاں پیش کرنے کے لیے کمربستہ رہتے ہیں، یہ آپ کے مضبوط ایمان، بلند ہمتی، پختہ عزم، دینی غیرت، بے لوثی اور شرافتِ طبع کی

دلیل ہے۔جی ہاں! آپ ساری دنیااور' خاص طور پر عالم اسلام کے لئے باعث عزت وافتخار ہیں۔ بیشک آپ آزادی وخود مختاری کا ہراول دستہ اور اکیسویں صدی میں عظمت و مردانگی کے بطل جلیل ہیں۔

۲۵- میرے عزیز بھائیو! ہمارا جہاد اور ہماری قربانیاں تب ہی نفع بخش اور سود مند ثابت ہو سکتی ہیں جب تک ہم اس طریقے سے جہاد جاری رکھیں گے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے رہے۔

۲۶- آپ پر لازم ہے کہ اپنے مظلوم عوام کی جان' مال اور عزت کے تحفظ اور حفاظت کے لئے پہلے سے زیادہ اہتمام کا مظاہرہ کریں۔آپ کو چاہیے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کی روشنی میں لوگوں کے ساتھ' محبت' اکرام اور مہربانی والا سلوک کریں۔اچھے رویے سے عوام کے دل جیتیں' عوام کو ایذاء رسانی اور تکلیف دینے سے بہر صورت گریز کریں اور جو لوگ عوام الناس کی ایذاء رسانی کا سبب بنتے ہیں ان کی اطلاع اپنے ذمہ داروں تک ضرور بہم پہنچائیں۔

۲۷- جہادی کاروائیوں کے دوران ایسی حکمت عملی سے کام لیا جائے کہ لوگوں کو جانی اور مالی نقصان ہرگز نہ پہنچے' عوامی نقصانات سے اجتناب کی جو ہدایات دستور میں آپ پر لازم کی گئی ہیں ان پر عمل کرنا آپ کا دینی فریضہ ہے اور ان کی مخالفت دنیا و آخرت کا نقصان ہے' لہٰذا میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں اس معاملے میں انتہائی احتیاط سے کام لیں' اس لیے کہ دشمن تو جان بوجھ کر عام لوگوں کا نقصان چاہتا ہے۔ پس آپ کا فرض بنتا ہے کہ ان نازک حالات میں اپنی ذمہ داریاں بھرپور انداز میں سرانجام دیں۔

۲۸- اپنے تمام امور کو دیے گئے جہادی لائحہ عمل کے مطابق بجالائیں۔اس لیے کہ اس طرح آپ اپنے کاموں سے باآسانی اور احسن طریقے پر عہدہ برآ ہو سکیں گے اور مطلوبہ اہداف کا حصول آسان ہو جائے گا۔آپ پر سختی سے لازم ہے کہ ایک دوسرے کے معاملات اور ذمہ داریوں میں مداخلت سے باز رہو' سب اپنی اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ رہیں' تاکہ ہر ایک اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نباہ سکے۔

۲۹- آپ پر اپنے امراء کی مکمل اطاعت فرض ہے۔اور چاہیے کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت کو لازم پکڑلیں' جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں اور ادعیہ ماثورہ کا اہتمام کریں' اور دینی کتب کے مطالعہ کو اپنی عادت بنالیں' اور یہ سب روزانہ کی بنیادوں پر ہونا چاہئے۔

کابل حکومت کے ملازمین اور منتظمین کے نام:

۳۰-میں ایک بار پھر کابل حکومت کے تمام کارندوں کو خصوصاً پولیس' فوجی اور خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں اور ضابطہ کاروں کو دعوت دیتا ہوں کہ اپنے دین اور ملک کے خلاف بیرونی حملہ آوروں کی صفوں کو چھوڑ دیں۔اپنے ان باہمت نوجوانوں کی طرح مجاہدین کے ساتھ آملیں جو قابض افواج کے لیے شدید دھچکہ ثابت ہوئے ہیں۔غاصب بیرونی دشمن کو بھگانے اور اپنے ملک کی آزادی کے لیے جاری معرکہ میں جو ان شاء اللہ عنقریب کامیابی سے ہمکنار ہونے والا ہے' شریک ہو جاؤ۔تاکہ دنیا میں کامیابی اور عزت سے بھرپور زندگی نصیب ہو اور آخرت میں اپنے خالق اور مالک کے نیک اور صالح بندوں کی جماعت میں اٹھائے جاؤ۔

۳۱- تمہیں چاہیے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ وہ دن اب انشاء اللہ دور نہیں کہ جب غاصب دشمن افغانستان سے بھاگ جائیگا' امارت اسلامیہ نے اسی مقصد کے پیش نظر پورے ملک میں دعوت وارشاد اور جلب وجذب سے منسلک تشکیلات جاری کی ہیں جن کا کام فوجیوں کو دشمن کی صف سے نکلنے اور مجاہدین کے ساتھ آملنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔

بین الاقوامی برادری اور حملہ اور ممالک کے نام :

۳۲- امریکہ کی افغانستان پر چڑھائی درحقیقت لمبے عرصے تک سیاسی اور اقتصادی مفادات کے حصول کے لیے ہے۔ اور یہ سب اس خطے اور دنیا بھر میں اپنے مخالفین اور منافسین کی سرکوبی کے لئے ہے' مگر افسوس کہ بعض ممالک امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے قربانی کا بکرا بنے ہوئے ہیں' اور یہاں امریکی فوجیوں کے شانہ بشانہ انسانیت سوز مظالم ڈھارہے ہیں۔

۳۳- اسی طرح آپ کی فوجیں ہمارے ملک میں خواتین اور بچوں کو بے دردی سے قتل کر رہی ہیں، ہماری بستیوں اور گھروں کو مسمار و تباہ کیا جا رہا ہے، ہمارے دینی معتقدات کی توہین کی جا رہی ہے، ہماری ثقافت اور وطنی اقدار کی تضحیک کی جا رہی ہے۔ وہ ہمارے گھروں اور سرسبز باغات کو جلا رہے ہیں اور انھیں بلڈوز کر رہے ہیں، پس یہ آپ کا فرض بنتا ہے کہ فرانسیسی عوام کی طرح اپنی حکومتوں کو ان جرائم کے ارتکاب سے روکیں، تاکہ آپ کے بچے اور وسائل مزید امریکی خواہشات کی خاطر قربان ہونے سے بچ جائیں۔

34. آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ ہمارے ملک میں آپ کے لاتعداد فوجی مارے جا چکے ہیں اور بہت سے مستقل معذوری کا شکار ہو رہے ہیں، اور کئی جنگی دباؤ کی وجہ سے نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے ہیں، مگر آپ کی حکومتیں یہ تلخ حقائق آپ سے اور آپ کے میڈیا سے چھپا رہی ہیں۔

۳۵- امارت اسلامیہ خاص طور پر موتمر العالم الاسلامی (ورلڈ مسلم کانگریس)، عالم اسلام، امت مسلمہ اور مسلم ممالک کے حکمران، اسلامی تنظیموں اور جماعتوں سے پر زور اپیل کرتی ہے اور امید رکھتی ہے کہ وہ افغان مظلوم عوام کی خود مختاری اور ظلم سے نجات کی کاوشوں میں امارت اسلامیہ کے ساتھ فوری اور وسیع پیمانے پر تعاون کو اپنی اولین ترجیحات میں شامل کریں گے۔

۳۶- اسی طرح امارتِ اسلامیہ عالمی برادری، انسانی حقوق کی تنظیموں، دنیا بھر کی عوام، انصاف پسند سیاستدانوں، لکھاریوں اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے توقع رکھتی ہے کہ انسانی ہمدردی کے ناطے افغان عوام کی آزادی و خود مختاری کی اس جدوجہد میں امارت اسلامیہ کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کرنے میں بخل سے کام نہیں لیں گے۔

حقوق انسانی کے دفاع کے نام پر وجود میں آنے والے بین الاقوامی اداروں کے نام:

۳۷- ہم انسانی حقوق کے تحفظ کے نام پر قائم بین الاقوامی اداروں سے کہتے ہیں کہ صرف غیر ملکی قوتوں کی بیان بازیوں اور مغربی ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں پر اکتفاء نہ کریں۔ ہمارا مطالبہ کہ وہ زمینی حقائق کا ادراک کریں۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اندھا دھند امریکی بمباریوں سے ہونے والے عام شہریوں کا قتل عام، رات کی تاریکی میں گھروں پر دھاوے بولنا'' بچوں اور عورتوں پر خونخوار کتے چھوڑنا، مردہ اجسام پر پیشاب کرنا، جیلوں اور قید خانوں میں بند قیدیوں کے ساتھ روا رکھا جانے والا انسانیت سوز سلوک اور فوج، پولیس اور مقامی ملیشیا کی جانب سے عورتوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جانا اور عام لوگوں کے اموال و اثاثہ جات کو درپیش خطرات، کیا ان سب جرائم کا وقوع اور ارتکاب کسی سے ڈھکا چھپا ہے؟

آخر میں ایک مرتبہ پھر میں اپنی ایمان والی افغان قوم اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو عید الفطر کے ان خوش کن لمحات میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور میری اللہ کے حضور دعاء ہے کہ مسلمانوں کو سعادتِ دارین اور دشمنوں پر فتح نصیب فرمائے۔

اور میں مالدار اور خوشحال مسلمانوں سے امید رکھتا ہوں کہ وہ عید کی خوشیوں میں شہداء کے اہل خانہ اور ان کی آل اولاد کو ہرگز نہیں بھولیں گے جو اپنے والدین کے سایے سے محروم ہو گئے ہیں۔ اور ان کے لیے (خوشیوں کا) ویسا ہی اہتمام کریں گے جیسا کہ اپنے بچوں کے لیے کرتے ہیں۔ اور اپنے مالی اور اخلاقی تعاون سے ان کا اکرام کریں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم اسلام

(امیر المؤمنین) ملا محمد عمر مجاہد

27/09/1433 ھ ق

15/08/2012 م

۱۳۹۱/۵/۲۵ ھ ش

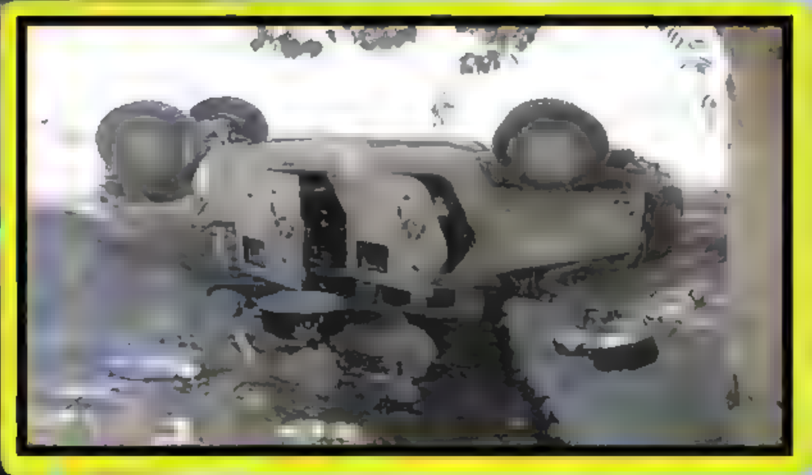

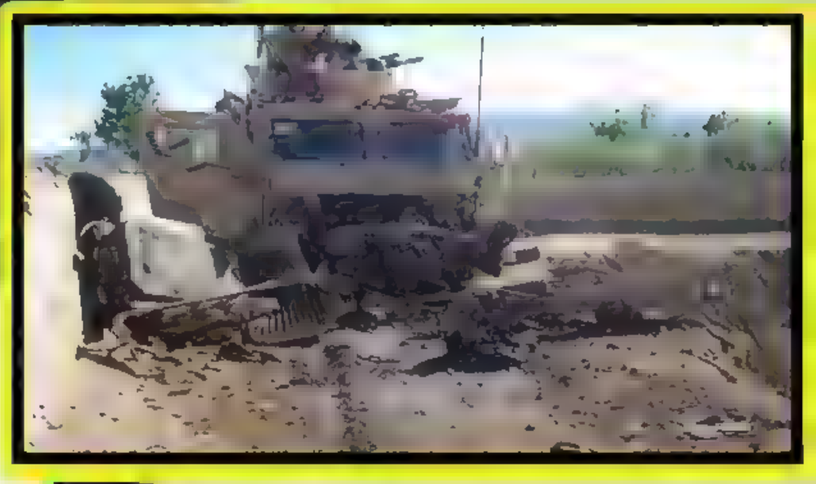

دیر آید، درست آید

ملا عبدالرحمٰن

فطرت ایک ایسا گوہرِ آب دار ہے، جو حیاتِ انسانی کی گہری تاریکیوں کو اپنی چمک دار روشنی سے مٹاتی ہے۔ یہ ایسا راہ نُما ہے جو شاہراہِ زندگی کے چوراہے پر درست راستہ سمجھ نہ پانے والے کی ٹھیک ٹھیک رہبری کرتی ہے۔ فطرتِ سلیمہ انسان کی ہر موڑ پر مشفق اتالیق کی طرح اصلاح کر کے اس کو روشن بخت بنا دیتی ہے۔ نتیجتاً بری باتیں اس کے اقوال سے اور غلط حرکتیں اس کے افعال سے ناپید ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے، جس کی خشک پیاس ہر زندہ ضمیر انسان کو محسوس ہوتی ہے۔ اسی لیے وہ اپنی اس تشنگی کو بجھانے اور سیرابی حاصل کرنے کے لیے آبِ فطرت کے ہر دم اُبلتے میٹھے چشمے، اللہ کے قرآن اور رسول کے فرمان کی طرف قدم اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔

قرآن مجید کی تصریح اور حدیثِ مبارکہ کی توضیح کے بعد اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے، کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہر ابن آدم فطرتِ سلیمہ پر پیدا کیا جاتا ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس نے ''اسلامی جمہوریہ افغانستان'' کے خوش بخت جنگجوؤں اور فوجی و پولیس اہل کاروں کے اٹھتے قدموں کا رخ ''امارتِ اسلامیہ افغانستان'' کی طرف موڑ دیا ہے۔ اب وہ مغرب سے درآمدہ نام نہاد صلیبی جمہوریت کے سائے سے نکل کر خلافتِ اسلامیہ کے پرچم تلے جمع ہوتے جا رہے ہیں۔ کیوں کہ انہیں اس بات کی حقیقت کا بہ خوبی ادراک ہو گیا ہے کہ افغانستان میں بپا اس اسلام و کفر کے معرکے میں لقمہ اجل بننے والوں میں سے ''جاں بحق کون ہے اور شہید کون؟'' یہ بات اگرچہ بہت پہلے ہی سے واضح تھی، لیکن کچھ لوگوں کو نہ جانے کون سے خبط باطن نے آلیا تھا کہ وہ سرِ تسلیم خم ہی نہیں کرتے تھے۔ مجھے امید ہے فطرتِ سلیمہ نے جن افغان اہل کاروں کی یاوری کی ہے، ان کے اس طرزِ عمل سے وہ لوگ بھی جان گئے ہوں گے کہ ''ہاں! اب برملا کہنا ہی پڑے گا: کفر کا ساتھ دینے والے جاں بحق ہیں اور اسلام کے لیے مٹنے والے شہید ہیں۔

بات اگر افغان فوج کے مورال کی ہو تو امریکی معماروں کے ہاتھوں تراشیدہ یہ مجسمہ ''امریکی روح'' کے ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ دھڑام سے گر جاتا ہے۔ پہلی دفعہ تو یہ بُت تب ابراہیمی کلہاڑے کی زد میں آیا تھا جب فروری 2005ء کے پہلے عشرے میں 5 ہزار افغان فوجی 20 ہفتوں کی فوجی تربیت مکمل کر کے راہِ فرار اختیار کر گئے۔ اس طرح کے چھوٹے موٹے واقعات تو آئے روز پیش آتے رہتے تھے، لیکن اتنی بڑی تعداد میں اہل کاروں کا فرار، یہ باقاعدہ ایسی پہلی چوٹ تھی جو افغانی فوج کے مورال کو لگی۔ حالانکہ ان دنوں کرزئی حکومت نے یہ ہدف طے کیا تھا کہ 2007ء تک 45 ہزار فوجی جوانوں کا دستہ تیار کیا جائے گا۔ لیکن ایسے واقعات کی وجہ صاف نظر آ رہی تھی کہ یہ سُہانا سَپنا چکنا چور ہونے کے لیے کرزئی کے دماغ میں پیدا ہوا تھا۔ شرمندہ تعبیر ہونا اس کے مقدر میں نہیں لکھا۔ طالبان نے زمینی جنگ میں امریکا و نیٹو کو تگنی کا ناچ نچا کے رکھ دیا تھا۔ آئے روز ان کے فوجی طالبان کے گوریلا حملوں کا شکار بن کر صلیب پر صدقے وارے جا رہے تھے۔ اُدھر ان دوزخ رسیدہ فوجیوں کی بیوی بچوں نے اپنے پیاروں کی بے دھڑک جان وصولی پر امریکی حکومت کی ناک میں دم کر کے رکھ دیا تھا۔ اس لیے اس کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ اب اپنے مزید فوجی صلیب کی بھینٹ چڑھائے۔ انہوں نے اس جنگ میں افغان نوجوانوں کو استعمال کرنے کا گھناؤنا فیصلہ کیا۔ امریکی احکامات کی تکمیل کے لیے کٹھ پتلی کرزئی نے

15 مئی 2006 کو طالبان جنگجوؤں سے وطن کے دفاع کے نام پر 1 لاکھ 20 ہزار افغانی باشندوں پر مشتمل ملیشیا فورس تشکیل دینے کا اعلان کر ڈالا۔ کرزئی مخالف فضا ہونے کی وجہ سے اس نے رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے کے لیے ملازمتیں مہیا کرنے کے حوالے سے ترپ کا پتہ یوں پھینکا کہ ہر صوبے سے کم از کم 2 اور زیادہ سے زیادہ 10 ہزار افراد وصول کیے جائیں گے۔ ہر سپاہی کو ساڑھے چار ہزار روپے تنخواہ اور دیگر مراعات سمیت بونسز بھی دیے جائیں گے۔ اس کے ردِعمل کے طور پر 22 مئی کو مشہور مجاہد و کمانڈر ملا داداللہ نے بیان دیا:

''ہمارے پاس 1200 ہزار سے زیادہ تعداد میں فدائی مجاہدین موجود ہیں، جو اللہ سے جنت الفردوس کے بدلے اپنی جانوں کا سودا کر کے خلافتِ اسلامیہ کے قیام کے لیے اپنی جانیں لٹانے کے لیے صرف ایک اشارے کے منتظر ہیں۔ ملا داداللہ ایک ایسے مجاہد تھے، جن کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تھی۔ اسی مؤمنانہ شان کا نتیجہ تھا کہ ایک بہت بڑے طالبان مخالف حلقے نے فوج میں بھرتی اپنے لیے مضرِ حیات جانتے ہوئے بھرتی مراکز کا رخ نہ کیا۔ آغازِ جون میں گرمی پیکار بڑھانے کے لیے طالبان نے ایک ایسے ہی گرما گرم بیان کا کلہاڑا افغان فوج کے نام پر کھڑے کیے گئے اس بُت کے کاندھے پر ٹکا دیا۔ انہوں نے افغان فوج کو ایک ہفتے کا الٹی میٹم دیتے ہوئے کہا:

''امریکا کی کٹھ پتلی فوج اس مدت کے اندر اندر سرنڈر ہو جائے یا اس امریکی بُت کو سہارا دینے کی نوکری سے استعفیٰ دے دے۔ ورنہ انجام کار تمہارے عزیز و اقارب تو کیا، جام و پیمانہ بھی تمہیں مدتوں یاد کر کے روتے رہیں گے۔ طالبان کی یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی اور کچھ ہی دنوں میں 15 ہزار فوجی امریکا کے فوجیوں کی جگہ صلیبی جنگ کی بھینٹ چڑھنے سے بچنے کے لیے راہِ فرار اختیار کر گئے۔ اس کے بعد کرزئی حکومت نے جان لیا کہ طالبان کی موجودگی تک 1 لاکھ 20 ہزار فوج کا ہدف 'ایں خیال است و محال است و جنون' کی قبیل میں سے ہے۔ گمان ہے، اب جب بھی کرزئی کو اس ہدف کا خیال آتا ہو گا وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے: ''اے بسا آرزو کہ خاک شد''۔

کوئی بات نہیں کرزئی صاحب! اس جہانِ رنگ و بو میں ایسے بہت سے محروم تمنا لوگ ہیں، جو ایسی یادآوریوں پر زیرِ لب کہتے رہتے ہیں، لہٰذا آپ بھی کہہ لیجیے: ''ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے''۔

اب ایسی خبریں دھڑا دھڑ آ رہی ہیں جن میں بافطرت افغان جنگجو اور فوجی و پولیس اہل کاروں کو ان کی فطرتِ سلیمہ نے دانش مندانہ اقدام پر اُبھار رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے افغان دھرتی پر ایسے ایسے خوش کن اور ایمان افروز واقعات جنم لے رہے ہیں کہ فوراً دل سے سبحان اللہ کی صدائیں اور اللہ اکبر کی تکبیریں بلند ہو رہی ہیں۔

4 جولائی 2012 منگل کے روز صوبہ بادغیس ضلع مرغاب کے علاقے 'پنیرک' میں واقع 13 چوکیوں کے 70 جنگجوؤں نے امارت کے مجاہدین کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے کمانڈر سراج کی قیادت میں طالبان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ جن کا مجاہدین نے پُرتپاک استقبال کیا۔ واضح رہے مذکورہ افراد 'صوبائی کمیشن برائے جلب وجذب'' کی ناصحانہ جدوجہد کے نتیجے میں ہلکے و بھاری ہتھیاروں سمیت مجاہدین سے آ ملے تھے۔

6 جولائی کو شمالی صوبہ بلخ کے ضلع 'البرز' میں 13 پولیس اہل کاروں اور 2 جنگجوؤں نے امارت اسلامیہ کے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ مذکورہ افراد نے اجلاس کے دوران اپنے عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا: وہ اپنی بقیہ زندگی طالبان مجاہد بھائیوں کے شانہ بہ شانہ گزارتے ہوئے دین و ملک کے دفاع و استحکام کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ذرائع کے مطابق انہوں نے ہلکے و بھاری ہتھیار بھی مجاہدین کے حوالے کیے۔

25 جولائی کو صوبہ ارزگان ضلع چہار چینو کے علاقے 'خود

ناوہ' کے تمام پولیس اہل کار، جن کی تعداد 40 تک تھی، اپنے تمام تر "پلسی سازوسامان" سمیت مجاہدین سے آملے۔ انہوں نے اپنے عزائم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب ہماری زندگی اس نعرہ کا مصداق ہو گی: "آزادی کی جنگ، طالبان کے سنگ"۔ طالبان نے ان کی آمد پر خوش آمدید کہا اور ان کے عزائم کو خوش آیند قرار دیتے ہوئے انہیں امارتِ اسلامیہ کے لائحہ عمل کے مطابق ہر قسم کی جان و مال کی حفاظت کی ضمانت فراہم کی ہے۔ مجاہدین ذرائع کے مطابق علاقے میں اب ایک ہی اتحادی فوجی مرکز رہ گیا ہے، جسے عن قریب ورلڈ ٹریڈ سینٹر کے "پاس" بھیج دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

30 جولائی کی شب صوبہ ارزگان ضلع چھار چینو ہی میں 'کشتی بازار' کے قریب واقع سنگر نامی چوکی میں تعینات افغان اہل کار عبدالصبور کی "اندھادھند" فائرنگ سے فوجی کمانڈر سپین ژڑئی 'موقع پر ہی ہلاک اور ایک محافظ شدید زخمی ہوگئے۔ جب کہ مذکورہ اہل کار مجاہدین سے آملا۔

4 اگست 2012 دوپہر کے وقت صوبہ قندھار ضلع ژڑئی کے علاقے 'کدھل' میں ایک افغان فوجی عبدالرحمٰن کی فائرنگ سے ایک امریکی فوجی دارِ جہنم سدھار گیا ہے، جب کہ دوسرا موت پر کنارِ جہنم سوار گیا ہے۔ واقعے کے فوراً بعد عبدالرحمٰن اپنی اور مردار امریکی کی گن سمیت مجاہدین سے آملا۔

5 اگست صوبہ فاریاب ضلع المار قلیچ لیک کے علاقے میں کمانڈر نیک محمد ولد حاجی خال محمد کی قیادت میں 20 جنگجوؤں نے حقائق کا ادراک کرتے ہوئے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ کمانڈر کے مجاہدین سے مل جانے کے غم میں ردِ عمل کے طور پر کٹھ پتلی ادارے کی کرائے کی فوج نے اس علاقے میں وسیع آپریشن کیا، جس پر اُسے مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ نتیجۃً بھاری جانی و مالی نقصانات اٹھا کر دشمن کو بھی اصل "حقائق کا ادراک" کرکے پسپائی اختیار کرنا پڑی۔

7 اگست کو صوبہ پکتیا ضلع کروہ سیڑئی کے علاقے 'شیک تنگی' میں ایک افغان اہل کار محمد رسول نے اندھا دھند فائرنگ کر کے 9 امریکیوں کو لقمہ اجل بنا ڈالا۔ صوبہ ہلمند ضلع گریشک کا رہنے والا یہ افغان باشندہ بہ حفاظت مرکز سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

7 اگست ہی کو صوبہ ہلمند ضلع مارجہ کے علاقے 'فضل چھاراہی' میں اتحادی تربیت یافتہ پولیس اہل کار اپنی تربیت کو بھرپور انداز میں بروئے کار لاتے ہوئے اندھا دھند فائرنگ سے اپنے ہم ادارہ 3 اہل کاروں پر اپنی تربیت کا مظاہرہ کیا۔ جب کہ وہ تینوں اس مظاہرے سے "لطف اندوز" ہوتے ہی دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

9 اگست کو صوبہ لغمان کے صدر مقام 'مہتر لام' کے علاقے 'علی خیل' میں واقع امریکی بیس میں تعینات رابطہ کار اہل کار نے فائرنگ کر کے میٹنگ میں براجمان 6 اعلیٰ افسر امریکیوں کو قتل اور 3 کو زخمی کر دیا۔ جب کہ صوبہ کنڑ کے رہنے والے عبدالصمد نے دشمن کے ہیلی کاپٹر کی جوابی فائرنگ سے جامِ شہادت نوش کرلیا۔

10 اگست کو صوبہ ہلمند ضلع سنگین میں ساروان قلعہ کے 'کوزکی' کے مقام پر باحساس افغان پولیس اہل کار اسد اللہ نے امریکی فوج پر حملہ کر دیا۔ جس سے 5 امریکی فوجی، جو نام نہاد نیشنل آرمی کی تربیت کے ذمہ دار بھی تھے، ہلاک اور بیشتر زخمی ہوگئے۔ جب کہ اسد اللہ پولیس یونیفارم میں ملبوس اسلحہ سمیت بہ حفاظت مجاہدین آملا۔

11 اگست کو صوبہ ہلمند ضلع 'گرمسیر' کے مرکز میں باحساس افغان فوجی نے اتحادی و کٹھ پتلی فوجیوں پر حملہ کیا۔ جس سے 7 اتحادی موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ واضح رہے ہلاک شدگان میں 3 اعلیٰ مشیر بھی شامل تھے۔

13 اگست کو صوبہ ننگرہار ضلع اچین کے ضلعی مرکز میں ایک افغان اہل کار 'شیر علی' نے دن 12 بجے 3 امریکی اور 4 کٹھ پتلی فوجی مار ڈالے۔ جب کہ صوبہ ننگرہار ضلع 'سپین غر' کا رہنے والا حاجی اسماعیل کا یہ بہادر اور باشعور بیٹا بہ حفاظت مجاہدین سے آملا۔

قارئین! یہ وہ چند خبریں ہیں، جو آپ کی خدمت کے لیے پیش کردی ہیں۔فطرتِ سلیمہ کی راہنمائی سے فیض یاب ہونے والے ایسے سعادت منداہل کاروں کے تمام کارہائے نمایاں کو مفصل قلم بند کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوجائیں۔ایسی کاروائیوں کے حوالے سے دو قسم کی آراء پائی جارہی ہیں اور دونوں ہی درست ہیں۔پہلی یہ کہ ایسے اہل کار طالبان نے پسپائی اختیار کرنے کے بعد افغان کٹھ پتلی حکومت میں داخل کردیے تھے۔اور یہ وہی فوجی ہیں جو آج موقع ملتے ہی اپنے ہدف کو نشانہ بنا کر طالبان کی پناہ میں آجاتے ہیں۔یہ بالکل درست ہے۔ موجودہ حکومت کے قیام کے وقت طالبان نے اپنا دائرہ کار وسیع کرنے کے لیے اپنے منتخب اہل کار سیاسی پلیٹ فارم اور فوجی میدان میں اُتار دیے تھے۔دوسری رائے یہ ہے کہ ایسی کاروائیاں کرنے والے پہلے تو طالبان نیٹ ورک کے ساتھ منسلک نہیں ہوتے،البتہ امریکیوں کے ناجائز قبضے اور افغان کٹھ پتلی حکومت کی غلط پالیسیوں سے نالاں ہونے کی وجہ سے موقع ملتے ہی کاروائی کردیتے ہیں۔اور اس کاروائی کو اپنی سابقہ غلطیوں کا کفارہ سمجھتے ہوئے بقیہ زندگی طالبان کے قدم بہ قدم وطن کی آزادی حاصل کرنے میں گزارنا شروع کردیتے ہیں۔افغان حکومت کے لیے ایسی اعصاب شکن کاروائیوں میں روز بہ روز شدت اس وجہ سے آتی جارہی ہے کہ طالبان ایسے اہل کاروں کا پُرجوش استقبال کرتے ہوئے انہیں جان و مال کی حفاظت کی ضمانت فراہم کرتے ہیں۔ان اہل کاروں میں سے کچھ تو طالبان سے رابطہ کر کے پناہ گاہ کی ضمانت لے کر اطمینان سے اپنا کام سرانجام دیتے ہیں۔اور بعض اپنے طور موقع ملتے ہی اپنے نیک جذبات کا اظہار کر کے مجاہدین سے آملتے ہیں۔

واضح رہے ایسے اہل کاروں کو امارت کے شعبہ اطلاعات والے 'بااحساس افغان فوجی' کے نام سے لکھتے اور یاد کرتے ہیں۔یقیناً یہ فطرتِ سلیمہ ہی کی برکت ہے،جس کی وجہ سے ان فوجیوں کو بے سایہ امریکی چھتری تلے رہ کر باطل کے لیے لڑی جانے والی دہشت گردانہ لڑائی میں استعمال ہوتی افغان فوج کے مورال کو گرا کر حق کے لیے رحمت خیز جہاد کرنے والے مجاہدین کے ساتھ مل جانے کی توفیق ہوئی۔دیر آید ،درست آید!

✡✡✡

بقیہ ازامریکا طالبان کے نرغہ میں

جائے اور اس طرح امریکہ کے قبضہ کو وہاں ایک اخلاقی جواز حاصل ہوجائے گا،جبکہ طالبان قیادت اور اس کے تمام کمانڈر اس بات پر مصر ہیں کہ ان کے پاس امریکا کے لئے سوائے مکمل اور دائمی انخلاء کے اور کوئی حل نہیں ہے۔بہر حال قیدیوں کا تبادلہ انخلاء کے مکمل ہونے کے بعد ہی پیش آئیگا اور اس کا اصول وہی ہوگا کہ تمام قیدیوں کا آپس میں تبادلہ ہو یعنی ہر فریق تمام قیدیوں کو اعداد و شمار کی گنتی کئے بغیر سپردگی پر آمادگی ظاہر کرے۔رہی جنگ کے اس آخری مرحلہ میں مذاکرت کی بات تو یہ مذاکرات اس اعلان کی روشنی میں ہوں جو امریکا نے اسے جنگ کے آغاز کے موقع پر کیا تھا کہ یہ اسلامی دہشت گردوں کے خلاف ''صلیبی جنگ'' ہے۔تب تو قیدیوں کے تبادلہ کی ابتداء خود اس امریکی تعریف کے مطابق ہونی چاہیے۔امریکا ان سب قیدیوں کو طالبان کے حوالہ کرے جنہیں امریکا نے دنیا بھر کے مما لک سے اغواء کیا اور گوانتانا موبے اور دوسری خفیہ جیلوں اور دنیا بھر میں اپنے کاسہ لیس مما لک میں قید کر رکھا ہے ان کے بدلے امریکی فوجی باؤ کو رہا کیا جائیگا اور ایسے ہی وہ دوسرے فوجیوں کو جو مستقبل میں طالبان کی قید میں آئینگے۔ طالبان نے فقط اس امریکی فوجی کو ہی قید نہیں کیا بلکہ اس نے پورے امریکا کو ہی اپنے نرغے میں لیا ہوا ہے جس طرح اس سے پہلے سویت یونین کے گرد شکنجہ کسا گیا اور وہ داخلی اور خارجی طور پر انتشار کا شکار ہو کر ٹوٹ پھوٹ گیا۔یقینی طور پر شر کی سلطنت عظمی امریکا اور وہ مما لک جن کو اس نے لوگوں کے قتل اور ان کے خون پینے کے لئے جمع کیا تھا جس کو نیٹو کہا جاتا ہے ان کا ایسا ہی انجام ہوگا۔

امریکا طالبان کے نرغہ میں

مصطفی حامد

محافظ برجدال کے طالبان کی قید میں جانے سے قبل پیغامات:

یہ نظام بالکل غلط ہے اور مجھے اپنے امریکی ہونے پر شرمندگی ہے، امریکی فوج ایک ایسا جھوٹ ہے جس پر صرف کوئی بے وقوف ہی یقین کرسکتا ہے، درحقیقت امریکی فوج دنیا کا سب سے بڑا لطیفہ ہے جس پر لوگ ہنستے ہیں، یہ جھوٹوں کی فوج ہے جو کہ پیٹھ پر وار کرتے ہیں، بے وقوف اور احمق لوگ ہیں، میں ہر چیز پر شرمندہ ہوں، یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ امریکا ایک گھناؤنے کردار کا حامل ملک ہے۔

باپ کا اپنے بیٹے برجدال کو جوابی خط: ''موت اور زندگی کی حالت میں اپنے ضمیر کو نہ پہچاننا سلامتی نہیں ہے''۔

امریکی جریدہ رولنگ ۶۰ بمطابق یکم مئی ۲۰۱۲ نے ایک امریکی سپاہی کے متعلق ایک دلچسپ رپورٹ شائع کی جو طالبان کے قید میں ہے یہ رپورٹ اس کی ذات، اس کے خاندان اور اس کی فوجی زندگی پر مشتمل ہے اس میں طالبان کے ہاتھوں قید ہونے سے پیشتر تک اس کی افغانستان میں گزاری گئی زندگی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جریدہ میں شائع شدہ کہانی برجدال کی زندگی کے بارے میں نئی معلومات فراہم کرتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ اس کی زندگی مکمل طور پر اسرار و رموز سے پر ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی وجہ سے امریکا میں مختلف ردعمل اور تناؤ کی کیفیت ہے۔ یوں لگتا ہے کہ دنیا بھر میں یہ واحد ہی امریکی قیدی ہے۔

ہم اس کے بارے میں آگے بات کریں گے پہلے ہم یہ بتاتے چلیں کہ امریکی عسکری ذرائع بلکہ سیاسی ذرائع بھی برجدال کو محض ایک بھاگا ہوا فوجی خیال کرتے ہیں جبکہ کچھ لوگوں کے خیال میں یہ ایک غدار فوجی ہے جس نے ان طالبان سے گٹھ جوڑ کرلیا ہے جن کے خلاف وہ لڑنے کے لئے گیا تھا۔ یہ سب باتیں تفصیل کے ساتھ بحث طلب ہیں تاکہ ہم اس قصہ کو سمجھ سکیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ رپورٹ کے کچھ حصوں کو ملاحظہ کیا جائے جس کو ''رولنگ ۶۰'' نے شائع کیا ہے۔

حقیقتاً برجدال کی قید کے بارے میں یہ امریکیوں کی غالب رائے نہیں ہے بلکہ بعض حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ ناکام امریکی فوج کا قتل عام، اس کی بری حالت، فوج میں ڈسپلن کی کمی، فساد کا پھیلاؤ اور ثقافتی، اخلاقی اور علمی صلاحیتوں والے افراد کا ناپید ہونا بھی اس کے فرار کا ایک سبب ہے۔ دوسری جانب امریکی فوج نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتے جارہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ان کے بلڈ پریشر بڑھ رہے ہیں جس کی وجہ سے امریکی فوجیوں میں خودکشی کا رجحان بھی بڑھتا جارہا ہے، مجاہدین کی گولیوں سے مرنے والے فوجیوں کے بعد دوسری بڑی تعداد وہ ہے جو خودکشی کر کے مرے ہیں، یہ سب طالبان کی بہادری اور جنگی معرکوں میں دی جانے والی دادِ شجاعت اور عسکری مہارت کا نتیجہ ہے۔

وہ رپورٹ جس کو رولنگ نے نشر کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ برجدال کو طالبان کا اسیر بنانے میں اہم کردار امریکی فوجیوں کی صفوں میں موجود اختلاف اور بشری کمزوریوں کا رہا ہے جو برجدال کے سامنے بار بار آرہی تھیں، جنہیں دیکھ کر برجدال بہت تنگدل ہوگیا تھا۔ برجدال نے افغانستان پہنچ کر جو بات ملاحظہ کی وہ عین وہی بات تھی جو سوویت فوج کو افغانستان پہنچنے کے بعد معلوم ہوئی کہ سرکاری ترجمانوں نے جو جنگ کی ہیئت اور مجاہدین کے بارے میں یہ اطلاعات دی تھیں اور یہ کہا تھا کہ دشمن ممالک مجاہدین کی صورت میں سوویت یونین میں لوگ بھیج رہے ہیں، لیکن سرزمین افغانستان پہنچنے کے بعد انکشاف ہوا کہ وہ تمام

دعوے جو اس جنگ کو شروع کرنے کے لئے کئے گئے تھے وہ جھوٹ ہیں اور ان کا افغانستان جانا محض معصوم افغانوں کا قتل عام کرنے کے لئے ہے جو اپنا اور اپنے ملک کا دفاع کر رہے ہیں، افغان وہ قوم ہے جو قابضین سے بیزار رہتی ہے اور ان کے ساتھ معاونت سے باز رہتی ہے۔ مجاہدین کو ہر ممکنہ وسائل کے ذریعے مدد فراہم کرتی ہے، لہذا جب سوویت فوجیوں کو اصل صورتحال کا علم ہوا کہ ان کا ایسی قوم سے واسطہ پڑا ہے جن کی گھٹی میں جنگی اور جہادی تربیت موجود ہے جو ایمان وایقان کے ذریعہ سے بڑی سے بڑی طاقت کو زیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو ان کے قدم اکھڑنے لگے اور ان کی سلطنت عظمی کے غبارے سے ہوا نکلنے لگی۔

قابض فوج (سوویت فوج ہو یا اس کے بعد امریکی) کے سامنے یہ بات کھل کر آ گئی کہ اس کی فوج کے سامنے حالات ایسے اچھے نہیں ہیں جس کا وہ تصور کرتے تھے، اور مجاہدین کی مزاحمت کے باعث قابض افواج کا قتل اور ان کے وسائل کی تباہی کے واقعات پے درپے واقع ہو رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجاہدین کی مزاحمت نے ان قابض افواج کے دلوں میں ایک خوف بٹھا دیا ہے، جس کی شدت اعصاب شل کرنے کے حدت سے زیادہ شدید ہوتی ہے۔

یہ سب صورتحال برجدال کے سامنے بہت جلد آ گئی جس کو اس نے اپنے والد کو لکھے گئے خط میں بیان کیا ہے۔ یہ سب چند ہفتوں میں اس کے عین سامنے آ گیا کہ یہ میدان وہ نہیں ہے جس کے خواب اس کو دکھائے گئے تھے اور اس کا تمام سہرا مجاہدین کی اس طاقت کو جاتا ہے جنہوں نے دشمنوں کے لئے جلدی سبق سکھانے کا اہتمام کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ برجدال کا ذاتی طور پر غور وفکر کی طرف مائل ہونا اور اپنے ضمیر کی آواز سننا جسے ہم اس کے والد کو اسکی طرف سے لکھے گئے خط میں عنقریب ملاحظہ کریں گے یہ بھی طالبان کے حق میں جاتا ہے۔ اور ایک بات یہ کہ اتنی بڑی تبدیلی کا آنا اور وہ بھی ایک مغرور اور وحشی امریکی فوجی کی طرف سے یہ یقیناً ایک انوکھی بات ہے۔ برجدال کے اپنے والد کو لکھے گئے خطوط میں ان تمام نکات کو بہت واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

باؤ کے کچھ ایسے ساتھی تھے جو بٹالین میں اس کے ساتھ تھے جن کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ وہ جنگ کرنے کے لئے موزوں نہیں ہیں، ان کی تربیت انتہائی خراب انداز میں ہوئی ہے اور ڈسپلن نام کی ان میں کوئی شے موجود نہیں۔ اس کے یہی کم ظرف ساتھی اپنے اسیر ساتھی کے خلاف ڈھول پیٹنے والوں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں اور کچھ نے ان میں سے برجدال کے معطل کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے اس سے ان کی اخلاقی گروات کا مکمل ثبوت ملتا ہے، جس کو برجدال نے اپنے خطبات اور خطوط میں ظاہر کیا ہے۔

> امریکی جریدے کا یہ بھی کہنا ہے کہ برجدال کے معاملہ میں معاملات کافی حد تک خراب ہو چکے ہیں۔ یہ معاملہ منظر عام پر ایک ایکشن اور حیرت سے بھرے ٹی وی سیریل کی طرح ابھر کر آیا ہے۔ اور یہ فوکس نیوز ایجنسی اور اس کے تجزیہ کاروں کے لئے بہت اچھی طرح کام کر رہا ہے جو برجدال کو ایک بھگوڑا ظاہر کر رہے ہیں۔ جریدہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ تحریک طالبان برجدال کے اس عمل کی وجہ سے امریکا کو قانونی طور پر مشکلات میں بھی ڈال سکتی ہے، اگر امریکا نے اس کو معطل کرنے کی کوشش کی۔

امریکا کا قصداً اپنے فوجیوں کو قتل کروانا:

ہمارے سامنے یہ بات بھی بالکل واضح ہو گئی کہ امریکی فوج اپنے اسیر فوجیوں کا قتل کر رہی ہے۔ جنگ کی طوالت اور بڑی تعداد میں غیر ملکی افواج کا طالبان کے قید میں آنے کے باوجود برجدال کے علاوہ کوئی فوجی طالبان کی قید میں زندہ نہیں ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امریکی فوج اپنے ہی فوجیوں کے قتل میں ملوث ہے، جن فوجیوں نے سرنڈر کیا ان پر فضائی حملے کئے گئے اور ان کو قید زندگی سے آزاد کر دیا گیا۔

مجاہدین کے سامنے جو سب سے بڑا چیلنج رہا وہ برجدال کو محفوظ رکھنا تھا اور اس کو مارڈالنے یا اغواء کی امریکی کوششوں سے بچانا تھا۔ امریکیوں نے اس کو قتل کرنے کے لئے جاسوس اور تباہ کن طیاروں کے ذریعے مسلسل کوششیں جاری رکھیں۔ امریکی اخبار نے اس کہانی میں مختصر سی بات کی ہے وہ یہ کہ ''امریکی فوجیوں نے اس مکان کو دریافت کرنے کے بہت سی کوششیں کیں جس میں برجدال کو قید کیا گیا تھا۔ اور ہمارے خیال میں یہ کوششیں اس کو بچانے کے لئے نہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے بلکہ اس کو قتل کرنے کے لئے تھیں۔

اگر ان سب کے باوجود برجدال زندہ ہے تو اس کا سہرا تحریک طالبان، ان کی عسکری وتکنیکی مہارت، جرأت اور ہر کام میں سرعت اور بیدار مغزی کے سر ہے۔ ساتھ ساتھ ان کو برجدال کے اپنے آبائی وطن اور پہاڑوں کے اردگرد زندگی گذارنے کے تجربہ نے بھی کافی مدد فراہم کی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ طالبان کی قید میں موجود ایک امریکی کے آنے سے امریکی فوج کا اضطراب بڑھتا جارہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک ماہر فوجی ہے جو امریکی فوج کی کمزوریوں سے بخوبی آگاہ ہے برجدال نے قید میں آنے سے پہلے اپنے والد کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں امریکی فوج کا مختصر مگر پراثر انداز میں ایک جائزہ پیش کیا ہے۔

یہ فوج جس نے دنیا کو رعب میں مبتلا کررکھا ہے افغان مجاہدین کے سامنے بالکل بے بس ہے۔ اس قیدی نے اپنی فوج کی طرف سے کی جانے والی غنڈہ گردی اور جنگی جرائم کے ارتکاب کو طشت از بام کیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ افغان شہریوں کے خلاف ان جنگی جرائم میں صرف فوجی قیادت ہی نہیں بلکہ سیاسی قیادت بھی برابر کی شریک ہے۔

افغانستان میں شروع کی جانے والی جنگ کے پہلے لمحے سے امریکا اور اس کی قیادت کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ نہتے افغان شہریوں پر نہایت ظالمانہ اور سفاکانہ حملے کررہے ہیں اور اس کے جنگی طیارے ان افغان شہریوں کو دیہاتوں، شہروں، بازاروں، موقع محل کی ہونے والی ان کی غم و خوشی کی اجتماعی تقریبات یہاں تک کے نمازوں کے اوقات میں بھی نشانہ بنانے سے باز نہیں آتے۔

فوج کے بارے میں برجدال کی رائے:

قیدی برجدال نے اپنے والدین کو لکھے گئے خط میں فوج کے عام اور قاتل جتھے کے احوال کو خاص طور پر بیان کیا ہے۔ طالبان کے ہاتھوں قید ہونے سے پہلے جو وقت اس نے امریکہ کی قید میں گزارا ہے وہ اگرچہ تھوڑا ہے مگر اس مدت میں برجدال نے بہت کچھ حاصل کیا، وہ افغانستان کے جنوبی صوبے پکتیکا میں اپنی خدمات انجام دے رہا تھا۔ ان میں سے ایک خط میں انتہائی افسوسناک انداز میں اس نے ایک امریکی فوج کے حالات بیان کیے ہیں۔ امریکی فوجی کے بارے میں اس کے جذبات کچھ اس طرح ہیں:

''ہماری آنے والی زندگی بہت خوبصورت ہوگی اگر ہم اسے اس جھوٹ میں اور جن حالات سے ہم گذررہے ہیں ان میں ضائع نہ کردیں، ہمیں زندگی دوسروں کی مذمت کرنے یا ان بیوقوفوں کی (جن کے تمام خیالات غلط ہیں) مدد کرنے میں گزارنے کی بجائے اس کی فکر کرنی چاہیے اور یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ امریکی فوج بیوقوف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ان کے خیالات کا مشاہدہ کرچکا ہوں۔ مجھے اپنے امریکی ہونے پر شرم محسوس ہوتی ہے۔ اندرونی طور پر ہم خود کو بہت بزدل تصور کرتے ہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم سے زیادہ طاقت ور کوئی نہیں، یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایک انقلاب کو آواز دے رہی ہیں''۔

ایک دوسرے خط میں اپنے والدین سے ہم کلام ہوکر ان حالات کے بارے میں مزید آگاہی دیتا ہے جو اس کی قاتل بٹالین کے اوپر بیتے ہیں۔ وہ ایسے حالات تھے جو اس کے ساتھیوں کے لئے بہت دشوار رہے، ان میں سے ایک یہ کہ اس کی بٹالین کی قیادت کم تر درجے کے شخص کو دی گئی یا اپنے الفاظ میں وہ اپنی بٹالین کے نئے قائد کا یوں تعارف کراتا ہے: ''بزار بہت بڑا عقلمند جسے ہماری بٹالین کا قائد بنایا گیا۔ اس کا مطلب یہ

ہے کہ اگر آپ امریکی فوج میں مخلص ہیں تو آپ کا رینک گر جائے گا اور اگر آپ صرف ڈرامہ بازی کرتے ہیں کیپٹن بزار کی طرح تو وہ تمہیں اختیار دیں گے جو کچھ آپ کرنا چاہیں کریں، آپ کو ترقی بھی دی جائیگی۔ یہ بالکل غلط طریقہ کار ہے، مجھے اپنے امریکی ہونے پر شرم آتی ہے۔ امریکی فوج کا مطلب ہے 'جھوٹوں کے ہاتھوں بہلنے والا بیوقوف کھلونا''

جریدہ جس نے اس ساری تحقیق کو چھاپا ہے اس کا کہنا ہے کہ برجدال کے وہ ساتھی جن کو برجدال بہت پسند کرتا ہے وہ سب وہ لوگ ہیں جو سوچ رہے تھے کہ وہ فوج چھوڑ دیں۔ یہ بات وہ اپنے خط میں اس انداز سے کہتا ہے: ''امریکی فوج اس وقت دنیا میں سب سے بڑا لطیفہ بن گئی ہے جس پر ساری دنیا کو ٹھٹھا کرنا چاہیے۔ یہ ایک جھوٹی فوج ہے جو لوگوں کی پیٹھ پر وار کرتی ہے۔ یہ احمق اور بے وقوف لوگ ہیں۔ فوج میں اچھی حیثیت سے معروف لوگ عنقریب استعفیٰ دینے والے ہیں اور خفیہ طور پر ہمیں اس بات پر آمادہ کر رہے ہیں کہ ہم بھی ایسا کریں''۔ اپنے خط کے آخر میں ایک فقرہ لکھتا ہے جسے یہ جریدہ خودکشی سے تعبیر کرتا ہے۔ ''میں ہر چیز پر شرمندہ ہوں اور یہ بات بہت ہی بھیانک ہے کہ امریکا ایک گھناؤنا ملک ہے''۔

برجدال کے والد بوب برجدال اپنے اسیر بیٹے (جس نے واقعتاً اپنے ضمیر کو اپنے لیے رہنما بنالیا ہے) کو جوابی خط میں اخلاقیات میں ڈوبی موثر نصیحتیں کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں: ''موت اور زندگی کی کشمکش میں خاص طور پر حالت جنگ میں اپنے ضمیر کی آواز کو فراموش کر دینا کوئی سلامتی کی بات نہیں ہے''۔

برجدال کی زندگی کی کہانی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کی شخصیت پر اس کے والد کی اخلاقی تربیت کا ایک گہرا اثر ہے۔ وہ اپنے بچپن ہی سے اپنے والد سے ہر روز چھ گھنٹے مذہبی اور فلسفی تعلیم حاصل کرتا رہا ہے

وہ رپورٹ جس کو رولنگ نے نشر کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ برجدال کو طالبان کا اسیر بنانے میں اہم کردار امریکی فوجیوں کی صفوں میں موجود اختلاف اور بشری کمزوریوں کا رہا ہے جو برجدال کے سامنے بار بار آرہی تھیں، جنہیں دیکھ کر برجدال بہت تنگدل ہو گیا تھا۔

جریدہ اپنی تفصیلات میں واضح طور پر برجدال کے احساسات کے پس منظر میں پائے جانے والے ان جذبات کو ذکر کرتا ہے جس نے اسے امریکی فوج کو حقیر سمجھنے اور کسی بھی طریقے سے اس کو چھوڑنے پر مجبور کیا۔ جریدہ لکھتا ہے: نئے امریکی فوجیوں کا ردعمل جنگوں کی ہیبت کی وجہ سے بہت مختلف اور مایوس کن رہا ہے۔ کتنوں نے خودکشی کرلی، یہی وجہ ہے کہ فوج کے اندر دوسرے محکموں کے مقابلہ میں خودکشی کا رجحان زیادہ ہے جو کہ کم از کم 25% ہے جب کہ بعض فوجیوں نے ایسے ردعمل کا مظاہرہ کیا جو کسی بھی طور پر قابل قبول نہیں ہے۔ جیسے ایک فوجی گروہ نے پچھلے سال مارچ کے مہینہ میں 17 نہتے افغانوں کا قتل کیا۔ ایسے ہی وہ بدنام گروہ جس کا نام ''kill them'' یعنی ان کو 'قتل کردو' رکھا گیا ہے جنہوں نے آگ وخون کا کھیل کھیلتے ہوئے کئی افغان شہریوں کا قتل عام کیا اور اس کو کھیل اور تفریح قرار دیا، ان کے مردہ جسم کو ایسے حاصل کرنے لگے جیسے انعامات ہوں۔ کتنے ہی فوجی دماغی اور نفسیاتی صدمات کا شکار رہیں اور وہ اپنی نیند سے ڈراؤنے خوابوں کو الگ کرنے سے بالکل قاصر ہیں۔

یہ جریدے کی وہ تقریر تھی جو اس نے ''باؤ'' یعنی برجدال کے جذبات کے بارے میں نقل کی۔ بہر حال اس کا ان جرائم پر ردعمل اپنی نوع کا سب سے انوکھا ردعمل تھا۔ اس نے فوج کو چھوڑنے اور بہت دور چلے جانے کے بارے میں سوچا اور پھر ایسا ہی ہوا کہ چند دن بعد وہ طالبان کی قید میں تھا۔

امریکی جریدے کا یہ بھی کہنا ہے کہ برجدال کے معاملہ میں معاملات کافی حد تک خراب ہو چکے ہیں۔ یہ معاملہ منظر عام پر ایک ایکشن اور حیرت سے بھرے ٹی وی سیریل کی طرح ابھر کر آیا ہے۔ اور یہ فوکس نیوز ایجنسی اور اس کے تجزیہ کاروں کے لئے بہت اچھی طرح کام کر رہا ہے

جو برجدال کو ایک بھگوڑا ظاہر کرر ہے ہیں۔ جریدہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ تحریک طالبان برجدال کے اس عمل کی وجہ سے امریکا کو قانونی طور پر مشکلات میں بھی ڈال سکتی ہے، اگر امریکا نے اس کو معطل کرنے کی کوشش کی۔

ان سب معاملات نے برجدال کے والدین (بوب اور جینی) کو خوف میں مبتلا کرر کھا ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے فوج سے رابطہ کر کے اس بات کا اظہار کیا ہے فوج ان کے بچے ''برجدال'' کو بچانے کے لئے کسی بھی قسم کی مہم جوئی سے باز رہیں انہیں اس بات کا ڈر ہے کہ برجدال کولڑائی کے دوران یا جان بوجھ کر فوج کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے گا۔

آخر کار باؤ کے ایک ساتھی نے باؤ کی معطلی کی درخواست ''فیس بک'' پر دے دی ہے۔ادھر اس کے والدین کو عام لوگوں تک اس معاملے کے پہنچنے سے تشویش ہے کہ ان کے بیٹے کی جان کے لیے خطرہ پیدا ہو جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خاموشی کی چادر تان لی ہے اور مقامی اخبار میں ایک اعلان نشر کروایا ہے جس میں انہوں نے مطالبہ کیا ہے ان کی نجی زندگی کا احترام کیا جائے''۔

جریدہ کے بقول امریکی وزارت دفاع اس سلسلہ میں ہونے والی نکتہ چینی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی ہے، اس نے برجدال کی افغانستان والی بٹالین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایک اقرار نامے پر دستخط کرے کہ وہ اس کہانی کو نہیں پھیلائیں گے۔یہ ان کے لئے وہاں سے نکلنے سے قبل ایک اہم دستاویز ہوگی۔

یہ معاہدہ اس مسئلے کے نگران ''وینسی'' کے اس قول کے عین مطابق ہے جو باؤ کی طرف واضح اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کے بارے میں گفتگو سے رک جائیں یعنی ذاتی طور پر کوئی اقدام کرنے سے باز رہیں۔ذرائع کے مطابق پینٹا گون اور وائٹ ہاؤس کی انتظامیہ نے اپنی جانب سے بڑے اخبارات مثلا نیویارک ٹائمز اور دوسرے اخبارات پر دباؤ ڈالا ہے کہ ''باؤ'' کو بڑا رسک بنا کر پیش نہ کیا جائے، ایک سرکاری معتبر ذرائع نے صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا: کہ وائٹ ہاؤس کو اس بات کا خوف ہے کہ انتہاء پسند عناصر مذاکرات روکنے کے لئے ''باؤ'' کو قتل نہ کر دیں، جب کہ برجدال کے والدین (بوب اور جینی) اس خاموشی کے پیچھے ایک انجانے خوف کو محسوس کرر ہے ہیں،ان کا خیال ہے کہ پینٹا گون ان کے بچے کی واپسی کے لئے کوئی خاص کوششیں انجام نہیں دے رہا۔ برجدال کی بہن نے اپنے ای میل میں یہ بات کہی ہے کہ ''واشنگٹن ڈی سی کو برجدال کی رہائی کی کوئی فکر نہیں اور لگتا ہے کہ حکومت نے اس سے اپنے ہاتھ اٹھا لئے ہیں۔

باؤ کی بہن کے مکمل احساسات یہ ہیں کہ امریکی فوج اور امریکی انتظامیہ کو برجدال کی وطن بحفاظت واپسی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ان کو خوف ہے کہ اگر وہ زندہ واپس آگیا اور اس نے لوگوں کے سامنے امریکی فوجیوں کی ہولناکی اور جنگی جرائم کو بیان کرنا شروع کر دیا تو اس سے امریکی عوام کی رائے کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔اس حالت میں امریکہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے دردسر باؤ کو ختم کرے تاکہ حقیقت لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔

وہ ماضی قریب میں پہلے بھی کئی مرتبہ ایسا کر چکے ہیں وہ ان فوجیوں کو قابو کرنے کے وقت یا اس سے پہلے قتل کر دیتے ہیں تاکہ عوام کے سامنے ان کا محاکمہ نہ ہو جس کی وجہ امریکہ کے رسوا کن حقائق لوگوں کے سامنے آسکتے ہیں۔

جریدہ کے مطابق باؤ کے والدین کا خیال ہے کہ ان کا بیٹا پاکستانی طویل سرحدی پٹی پر ہونے والے ڈرون حملوں سے بچنے کے لئے سرحد کے دونوں جانب مستقل نقل حرکت رکھے ہوئے ہے۔اس بات کا بھی گمان کیا جارہا ہے کہ وہ حقانی نیٹ ورک کے اعلی درجے کی کمان کے قریب پناہ گزین ہے۔جریدہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ باؤ نے وہاں سے فرار کی کوشش کی لیکن اس کی فرار کی کوشش کو پانچ مسلح افراد نے ناکام بنا دیا اور یہ سب ایک طویل گھمسان کے رن پڑنے کے بعد ہوا۔اس بات کی

اطلاع طالبان کے ایک کمانڈر کی طرف منسوب کی گئی ہے، طالبان نے یہ خبر نیوز ویک کے نمائندے اور ''طالبان کے ساتھ معرکہ آراء روابط'' کے مصنف کو دی ہے۔ اسی نمائندہ کا یہ بھی کہنا ہے ''قیدی'' کو رات کے وقت قید رکھا جاتا ہے اور دن میں سرحد کے دونوں جانب اس کو لے کر پھرا جاتا ہے تا کہ اس کے مکان کے بارے میں کسی کو آگاہی نہ ہو۔

امریکی جریدے رولنگ ٦٠ کے مطابق پینٹا گون مسلسل ان کوششوں میں ہے کہ جس حد تک ممکن ہو جلد از جلد باؤ کو وطن واپس لایا جائے۔ انہوں نے باؤ کی ایک بڑی تصویر اپنے ہیڈ کوارٹر میں لگائی ہے تا کہ دن دو دن میں اس کی رہائی کی کوشش کرنے والوں کو اس کی یاد دلاتی رہے۔

مذاکرات میں حصہ لینے والے قریبی ذرائع کے مطابق جریدہ کا یہ کہنا ہے کہ باؤ کا نام طالبان کے ساتھ ہونے والے امن مذاکرت کے دوران زیر گردش رہے گا ان مذاکرات کو وزارت خارجہ، وزارت دفاع اور وائٹ ہاؤس کی ایک مشترکہ ٹیم انجام دے رہی ہے۔

ایک وفد نے طالبان سے بات چیت کے لیے جرمنی اور قطر کا بھی دورہ کیا، ان تمام مذاکرات میں قومی سلامتی کے امور سے متعلق اوبامہ کے ایک مشیر خاص ڈینس میکڈینو نے بھی شرکت کی اور قیدی باؤ کے متعلق امریکی ذمہ داروں نے یہ پیشکش کی ہے کہ تین ہزار افغان قیدیوں میں سے پانچ قیدیوں کو اس کے بدلہ میں رہا کیا جائیگا جو امریکا کی قید میں ہیں۔ ایک امریکی ذمہ دار کے مطابق ایک کے بدلہ میں پانچ معتدل افراد کو رہا کیا جائے گا جن کی فائلوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کے اندر بہت چھوٹی نوعیت کے جرائم پائے گئے ہیں جیسے صوبہ ہرات میں ایرانی ذمہ داران پر چڑھائی [جو کہ ایک جھوٹا الزام ہے] وغیرہ، ان جرائم کی کوئی حیثیت نہیں۔ جریدہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ سرکاری نقطہ نظر یہ ہے کہ باؤ کے ساتھ بالکل امریکی فوجی کی طرح کا اچھا سلوک کیا جائے گا اور اس کو اس کے درجہ کے مطابق پچھلے تین سالوں میں دی جانے والی خدمات کے صلہ میں ترقی دی جائیگی لیکن یہ سب غیر رسمی طور پر ہوگا، اس لئے کہ اس کو فوج میں رکھنا ایک بڑے اختلاف کا موجب ہوسکتا ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ایسی اطلاع بھی آرہی ہے کہ اندرونی طور پر بھی اس معاملہ میں پینٹا گون اور امریکی کانگریس کے ارکان کے درمیان اختلاف پایا جارہا ہے اس لئے کہ پنٹا گون اور کانگریس کے کچھ افراد باؤ کو بھگوڑا یا غدار تصور کر رہی ہے۔

جریدہ اس بات پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے: واشنگٹن میں ہر اختلاف کی طرح اس معاملہ میں بھی سخت سیاسی اختلاف نے باؤ کی رہائی کے لئے کی جانی والی تمام کوشش کو ایک طرح سے باندھ دیا ہے۔ ایک اہم حکومتی ذرائع کا کہنا ہے: کانگریس نے وائٹ ہاؤس اور وزارت خارجہ کو تبادلہ کا اختیار دے دیا ہے۔ عام سیاسی لائحہ عمل طے کرنے میں سیاسی فیصلے ہی سب سے بلند کردار ادا کرتے ہیں۔ وائٹ ہاؤس کے ذرائع کے مطابق پاکستان اور افغانستان کے لئے امریکی نمائندہ خاص مارک گرسمین کو کانگریس میں امریکی صدر کے حریف سے انتخابات کے سال میں باؤ کی آزادی کے مقابلہ میں پانچ طالبان قیدیوں کے تبادلہ کے متعلق براہ راست وارننگ ملی ہے۔ اس کے ردعمل میں گرسمین کو ایک سرکاری نصیحت بھی وائٹ ہاؤس سے موصول ہوئی ہے کہ وہ اپنی توجہ عام پالیسی کی طرف مرکوز رکھے اور تبادلہ کے معاملات سے صرف نظر کرلے۔

> طالبان کے اندر کوئی انتہا پسند عناصر نہیں ہے۔ طالبان کا شروع دن سے وہی ایک موقف ہے جو کہ افغان عوام کا رہا ہے، وہ یہ کہ سامراج کے لئے اس ملک میں کوئی جگہ نہیں۔

وائٹ ہاؤس کے ایک ذمہ دار کا یہ بھی کہنا ہے: ہمیں باؤ کی رہائی سے متعلق تبادلہ کی مقدار کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ ایک امریکی فوجی ہے اور ہم اس کی اپنے وطن واپسی چاہتے ہیں۔

جریدہ کے مطابق جنوری کے مہینہ میں باؤ سے متعلق گرما گرمی کا درجہ حرارت کافی حد تک بلند ہوگیا۔ یہ اس وقت ہوا جب ادارہ کے کرتا دھرتا قیدیوں کے تبادلہ

کے متعلق لائحہ عمل کی اطلاع کرنے کے لئے کیپٹیل ہل گئے۔اس اجلاس جس کو وہاں کے کام کرنے والے ایک مشکل اجلاس تصور کررہے تھے جو کہ کیپٹیل ہل میں سیاحوں کے مرکز میں ایک ہال میں منعقد کیا گیا۔ذرائع کے مطابق اجلاس میں سینٹر جان میکین اور جان کیری کے مابین ایک گرما گرم بحث چھڑگئی اور وہ دونوں اپنی ویتنام میں دی جانے والی خدمات پر فخر کا اظہار کررہے تھے۔

میکین نے تقریباً چھ سال ایک جنگی قیدی کے طور پر قید میں گزارے ہیں۔جان میکین نے بہت سختی سے ان پانچ طالبان قیدیوں کی رہائی کے متعلق اعتراض کیا اور کہا کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے قاتل ہیں۔جب کہ جان کیری نے اس تبادلہ کی تائید کرتے ہوئے جان میکین کی رائے کی تردید کی اور کہا کہ جان میکین ایک انتہاء کی طرف جارہے ہیں۔جان نے پوچھا:''کیا یہی پانچ دنیا کے سب سے بڑے قاتل ہیں؟؟''

میکین کا غصہ بڑھ گیا اور اس نے بہت سخت غصہ میں جواب دیا کہ: انہوں نے امریکیوں کو قتل کیا اور میرے خیال میں جان کیری اس بات سے خوش ہیں۔کیری تبادلہ پر تو متفق نظر آتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے کے مخالف رہے ہیں۔ریپبلکن سینٹر سیکس بی چامبلس جس کا تعلق جارجیا سے ہے۔یہ ویتنام جنگ میں پیش پیش تھے، اس جنگ میں بہت نقصان اٹھایا وہ بھی اس کی مخالفت میں سامنے آئے ہیں۔قیدی باؤ کے والد نے کہا ہے کہ یہ سینیٹر اس بات پر مصر ہیں کہ امریکا کو ایک بھگوڑے فوجی کی واپسی کے لئے تبادلہ کا اقدام نہیں کرنا چاہیے۔جریدے کا خیال ہے کہ امریکی انتظامیہ کے بعض بڑے کرتا دھرتا جن میں وزیر دفاع لیون پنیٹا اور وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن شامل ہیں باؤ کے معاملہ میں قیدیوں کے تبادلہ کو حتمی شکل دینے میں بہت مشکل کا شکار ہیں۔

مذاکرات میں شریک ایک اہم ذمہ دار کا کہنا ہے:

پنیٹا اور ہیلری کو اس کی وطن واپسی کی کوئی فکر نہیں ہے۔وہ اپنی باتوں سے یہ ظاہر کررہے ہیں کہ وہ اس قیدی کو افغانستان سے نکالنے کے لئے کوئی اور طریقہ کار تلاش کررہے ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔تبادلہ کے کسی بھی عمل کے لئے پنیٹا اور ہیلری کلنٹن کے آمادگی ضروری ہے ،ویتنام جنگ کے موقع پر جس طرح یہ بات سامنے آئی کہ بہت سے فوجی جنگ بندی کے خلاف ہوگئے، اسی طرح افغانستان میں بھی چند فوجی جنگ بندی کے خلاف نظر آتے ہیں، یہاں تک کہ نگران روبرٹ پیلس اول کے حادثہ کے بعد.........جس نے ۱۷معصوم افغانیوں کے قتل کا پروانہ جاری کیا.........وہ اس بات پر الجھ رہے تھے کہ جنگ اپنے عروج کے مراحل میں داخل ہوچکی ہے۔حالانکہ انہیں اس بات کا ادراک نہیں کہ حالات اب بدل چکے ہیں اور ہم امریکی فوجیوں کی یہ مکمل تعداد آج کے بعد اب یہاں نہیں رہنا چاہے گی۔سب سے آخری بات جو کہ مذاکرات میں شریک ایک ذمہ دار نے بتلائی ہے وہ یہ ہے کہ پینٹا گون میں قیدیوں کے تبادلہ سے متعلق اعتراض کرنے والے اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ تبادلے کا یہ عمل امریکا کے دشمنوں کے لئے ایک غلط پیغام ہوگا۔اعلیٰ حکومتی ذمہ دار کے بقول پینٹا گون یہ اعتراض ظاہر کررہا ہے کہ تبادلہ کے بعد امریکی فوجی اغواء کا ہدف بن جائیں گے۔جبکہ امریکی خفیہ ادارے سی۔آئی۔اے کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ: تبادلے کا یہ عمل عراق میں بھی پیش آیا اور اس میں شیعہ انتہا پسند قیس خزعلی بھی شامل ہے جس نے چار امریکی فوجیوں کے اغواء اور ان کے قتل کا پروگرام سنہ 2007 میں تشکیل دیا۔جریدہ رولنگ 60 نے اپنا یہ خیال بھی پیش کیا ہے کہ اسرائیل میں اسرائیلی انتہاء پسند نیتن یاہو نے بھی ایک اسرائیلی فوجی ''جیلڈ شیلٹ'' کی رہائی کے لئے حماس کی تنظیم کے کچھ افراد کا تبادلہ کیا، اس فوجی نے پانچ سال قید میں گذارے، اس پر اکثر اسرائیلیوں نے اس سے اتفاق کیا۔امریکی ذمہ داران کا کہنا ہے کہ امریکا بھی اگر یہ کام کرلے تو اس میں کیا حرج ہے؟

آخری لمحے کی ناکامی:

مذاکرات میں شریک امریکی عہدیداران کا کہنا ہے کہ گذشتہ سردیوں

میں وہ تبادلہ کے انتہائی قریب پہنچ چکے تھے لیکن آخری لحہ میں طالبان نے ان پانچ قیدیوں کی رہائی کے معاہدے کورد کر دیا، اور کہا کہ یہ کوششیں ان کو قطر جانے لئے آمادہ نہیں کریں گی۔ اس طرح امن مذاکرات میں امریکی ذمہ داران کے مطابق مزید پیش رفت نہیں ہوسکی۔ امریکی وزارتِ خارجہ کے اعلی عہدیدار کا کہنا ہے" طالبان نے گذشتہ سال ۱۵ مارچ سے مذاکرات کو معطل کر رکھا ہے اور ان سے اب تک کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ آخر میں جریدہ نے وائٹ ہاؤس کے ایک ذمہ دار کی جھوٹ پر مبنی ایک بات نقل کی ہے جس کا دعوی ہے کہ آپسی مفاہمت کے لئے ہونے والے مذاکرات میں پینٹا گون اور طالبان میں موجود انتہا پسند رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ تبادلے کا عمل یہ مفاہمت کے مقابلہ میں ایک بہت تھوڑا نقصان ہے۔ طالبان امن کے خواہاں ہیں جبکہ اعتماد کی فضاء کا بحال کرنا ہی ان کو امن دے سکتا ہے۔ اس بیان میں بہت سے مغالطے اور دھوکے ہیں۔

۱۔ ان مذاکرات کا نام کوئی امن مذاکرات نہیں ہے بلکہ یہ قابض فوج کے انخلاء کے مذاکرات ہیں۔ اس لئے کہ افغانستان میں جاری جنگ کوئی دوملکوں کے درمیان نہیں بلکہ ہزاروں میل دور سے آنے والے قابضین کے خلاف آزادی کے لئے جہاد کرنے والے مجاہدین کے درمیان ہے اور یہ جنگ اس ملک کے باسیوں پر اس لئے مسلط کی گئی ہے کہ انہوں نے باجود دھمکیوں اور لالچ کے عالمی نظام کو مسترد کر دیا۔

۲۔ طالبان قابضین کو اپنے ملک سے بھگا رہے ہیں ان سے امن کے خواستگار نہیں بلکہ ان کی اپنے ملک سے کامل واپسی چاہتے ہیں۔

۳۔ طالبان کے اندر کوئی انتہاء پسند عناصر نہیں ہے۔ طالبان کا شروع دن سے وہی ایک موقف ہے جو کہ افغان عوام کا رہا ہے، وہ یہ کہ سامراج کے لئے اس ملک میں کوئی جگہ نہیں۔ رہی بات تشدد کی بلکہ جرائم کے کرنے کی تو یہ امریکہ کی جانب سے بہت زیادہ ہے، جو سمجھتے ہیں ان کی معاشی زندگی جنگیں جاری رکھنے میں ہے۔ اسلحہ، ہیروئن، قیمتی نوادرات اور معدنیات کی چوری کے ذریعہ سے حرام مال کمارہے ہیں اور اسی سے اپنی اقتصادیات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

۴۔ قابض وجارح قوتوں پر اعتماد کی کوئی فضا افغانستان میں قائم نہیں بلکہ یہ دشمنی اور جنگ ہے جو کہ دشمن کے بالکل فناء اور ختم ہونے تک جاری رہے گی۔ ہاں مکمل اور دائمی انخلاء کے بعد ایک پر اعتماد معاہدہ ہونا چاہیے جو ان شقوں پر مشتمل ہو:

1: جنگ میں جو نقصان ہوا اس کا معاوضہ دیا جائے۔

2: اس بات پر ایک تحریری معاہدہ ہو کہ افغانستان کے داخلی معاملات سے باز رہا جائے۔

3: کرپشن اور قتل جیسے اقدامات کرنے والے مجرموں اور ایسے لوگوں کی معاونت میں ملوث مطلوب افراد ہمارے حوالے کیے جائیں۔

4: جن لوگوں نے جنگی جرائم کا ارتکاب کیا چاہے وہ افغان ہوں یا قابض قوتیں، ان کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

11 ستمبر کے حادثے کی شفاف اور اعلانیہ تحقیق اور اس کے ساتھ اس کے ذمہ داروں کا تعین بھی ہونا چاہیے۔

۵۔ امریکی اسیر کی ڈائری نے امریکی معاشرہ میں بہت زیادہ بے چینی پیدا کر دی ہے ۔ سیاسی اور فوجی صفوں میں بھی اس کی وجہ سے ایک اضطراب پایا جاتا ہے۔ امریکی مذاکرات کار اس بات کی کافی کوششیں کر رہے ہیں کہ وہ مکر وفریب کے ذریعہ سے طالبان سے وہ قیمتی ڈائری حاصل کر لیں ۔ اگر امریکا اس ڈائری کو اس کی قیمت ادا کئے بغیر حاصل کرلے..........اور اس کی قیمت افغانستان سے مکمل واپسی ہے......اگر ایسا ہو گیا تو پھر امریکا دوسری کوئی اور چیز نہیں دے گا، بلکہ وہ اپنی طاقت کے زور پر تجاوز کر کے وہاں قرار پکڑے گا۔ وہ طالبان سے یہ چاہے گا اس کے زیر انتظام چلنے والے افغانستان میں سیاسی نظام کا ایک حصہ بن

بقیہ صفحہ نمبر ۲۶ پر ملاحظہ فرمالیں۔

دشمن کے خلاف نیا محاذ

حبیب مجاہد

رواں سال ۱۴۳۳ھ کے رمضان المبارک کے چوتھے روز صوبہ ہرات کے مرکز میں فوجی ٹریننگ سینٹر کے اندر ایک افغان اہلکار نے فائرنگ کر کے 4 امریکی مشاورین کو موقع پر ہلاک کر دیا جبکہ میڈیا رپورٹس کے مطابق حملہ کرنے والے مجاہد کو بھی موقع پر شہید کر دیا گیا، مگر اس شہید کے نام اور شناخت کے بارے میں تفصیلات سامنے نہیں آسکیں۔ ہرات کا واقعہ ان ''غیر ملکیوں پر حملوں'' کی ایک کڑی ہے جو گزشتہ کئی سالوں سے افغان انتظامیہ میں موجود مختلف مسلح افغان نوجوانوں کی جانب سے غیر ملکی فوجیوں اور افغان فورسز پر ہو رہے ہیں اور دشمن کو کافی جانی نقصان پہنچا رہے ہیں۔

ویسے تو امریکی جارحیت کے شروع دن سے ہر واقعی مسلمان افغان نے اپنے دل میں امریکی اور ان کے کٹھ پتلی غلاموں کے خلاف نفرت اور دشمنی کے الاؤ بھڑکائے اور مختلف طریقوں سے دشمن کے خلاف اپنی اس نفرت اور دشمنی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ ہمیں امید تھی کہ کابل حکومت کی انتظامیہ سے وابستہ افراد چونکہ سب افغانی ہیں اور اسی مسلمان معاشرے میں پلے بڑے ہیں تو ظاہری انحراف کے باوجود وہ ہمارے ازلی دشمن کے خلاف اپنی ذمہ داری پوری کریں گے اور دشمن پر اندر سے حملے کریں گے۔

ہماری توقع کے مطابق اسی طرح ہوا اور امریکی یلغار کے کچھ ہی دن بعد امریکی غلام اور نام نہاد کٹھ پتلی صدر حامد کرزئی نے جب قندہار کا دورہ کیا تو اسی دوران ایک افغان اہلکار جو قندہار کے صدر مقام کے دروازے کے ساتھ حفاظت پر مامور اہلکاروں کی صف میں کھڑا تھا اپنی مشین گن کا منہ دو بڑے امریکی ایجنٹوں (حامد کرزئی اور گل آغا شیرزئی) کی جانب موڑتے ہوئے ان پر فائرنگ کر دی، اس جراتمندانہ حملے میں حامد کرزئی بچ گیا جبکہ گل آغا شیرزئی معمولی زخمی ہوا۔ اس مسلح حملہ نے یہ پیغام دیا کہ وہ یہ نہ سوچیں کہ اب افغان قوم میں حریت کا جذبہ ختم ہو گیا ہے اور وہ آزادی کے دشمنوں کو انجام تک نہیں پہنچا سکتے۔ امریکیوں پر اس کے علاوہ بھی دشمنی کے کئی دروازے کھل گئے ہیں اور مومن خان کی شمار کی طرح ہر ایک اپنی تلوار سے ضرب دیتا (کوئی سر پہ مارتا اور کوئی مال لوٹتا) جا رہا ہے، نئے زاویوں اور کئی اطراف سے شدید حملے شروع ہو چکے ہیں۔ کابل انتظامیہ کی قطار میں موجود افغان اہلکار جنہیں امریکی اپنے اسلحہ سے لیس کر کے اپنا حمایتی سمجھنے لگے ہیں، ان کے ہی امریکی فوجیوں پر حملے بہت بھاری اور حوصلہ شکنی کا سامان ثابت ہو رہے ہیں۔

پکتیا کے طلامحمد نامی ایک افغان اہلکار نے پچھلے سالوں میں پل چرخی کی جیل میں امریکی مشاورین پر اندھا دھند فائرنگ کر دی اور خود امریکی فوجیوں کی جوابی فائرنگ سے شہید ہوا، اس واقعہ نے امریکی حکام پر اتنا گہرا گھاؤ لگایا کہ امریکیوں نے اس شہید کو موت کی سزا سنائی اور شہید کی لاش کو دفن کرنے کے لئے اہلخانہ کے حوالہ کرنے کی بجائے تین مہینے تک اپنے پاس روکے رکھی، اس کے علاوہ شہید کو زہریلا انجکشن بھی لگایا تا کہ اس کا رنگ کالا ہو جائے اور اس سے بدبو پھیل جائے، مگر دشمن کا یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ناکام بنا دی جب طلامحمد کے جسد کو اپنے علاقے لایا گیا تو اس کا رنگ کالا تھا اور جسد پھیل چکا تھا لیکن اس سے ایک عجیب قسم خوشبو آ رہی تھی، جس سے تمام لوگوں پر اس کے عمل کی حقانیت اور مقبول شہادت سورج کی طرح عیاں ہو گئی۔

اس طرح جراتمندانہ حملوں اور حملہ کرنے والوں کے خلاف سخت امریکی ردعمل کے باوجود یہ سلسلہ رکتا نہیں دکھائی دے رہا ہے، بلکہ وقت گزرنے کے کی ساتھ اس میں مزید تیزی آ رہی ہے۔ جیسا کہ بامیان کے طالب حسین نے سنگین میں چھ برطانوی فوجیوں کو قتل کر دیا، گل بدین نے بھی ہلمند میں اسی طرح حملہ کیا اور پائلٹ احمد گل ترہ خیل نے ایک درجن سے زیادہ غیر ملکی مشاورین کو اپنی گن سے نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا، اسی وجہ سے یہ موضوع غیر ملکیوں اور ملکی فوج کے انہوں نے پن سے نکل کر روزانہ اور ہفتہ وار خبر کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

رواں سال (۱۴۳۳ھ) کے ماہ ربیع الاول میں امارت اسلامیہ کے سربراہ کی جانب سے کابل حکومت کی انتظامیہ، فوج اور پولیس کے نام ایک خصوصی پیغام نشر ہوا، جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ موقع کی مناسبت سے دشمن پر اندر سے حملہ آور ہوں اور اپنی اسلامی ذمہ داری پوری کریں۔ امارت اسلامیہ کے اس خصوصی پیغام میں کہا گیا تھا کہ

"کابل انتظامیہ کی تشکیل میں شامل تمام نوجوان جو اپنی اسلامی اور افغانی ذمہ داری پوری کرنا اور گزشتہ گناہوں کا کفارہ کر کے اسلام اور افغانستان کی تاریخ میں اپنا نام روشن الفاظ میں لکھنا چاہتے ہیں، امارت اسلامیہ ان پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنے اسلامی احساس، ملی غیرت وحمیت اور اسلامی بھائی چارے کی رو سے اپنی مشین گنوں کا رخ اپنے نہتے افغانوں کی بجائے غیر ملکی قابضین کی طرف موڑ دیں تاکہ وہ اپنے مظلوم عوام کی مصیبتوں کا دس سالہ انتقام اپنے دشمنوں سے لے لیں اور اسلامی غازیوں کی صف میں اپنا نام درج کرا دیں۔ یہ نوجوان جان لیں کہ ان کے ہاتھ میں دنیوی اور اخروی لحاظ سے ہر وقت سے بہتر موقع ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "لا یجمع کافر و قاتلہ فی النار" جو کافر کو قتل کرے تو وہ کافر کے ساتھ جہنم میں اکٹھا نہیں کیا جائیگا بلکہ جنت جائیگا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک حربی کافر کا قتل دخول جنت کا سبب ہے۔ اسی طرح کے غازی عوام میں بہادر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں اور ان کے کارناموں پر فخر کیا جاتا ہے۔ جو نوجوان اس طرح کے جرأتمندانہ حملے شروع کرنے کا تہیہ کیے ہوے ہیں تو امارت اسلامیہ بھی اپنی دینی ذمہ داری کو پوری کرتے ہوئے انہیں ہر ممکنہ حوصلہ افزائی اور مدد فراہم کرنے کے لیے تیار ہے۔

امارت اسلامیہ اپنے ذمہ داروں کو ہدایت دیتی ہے کہ مخالف صف میں کوئی شخص غیر ملکیوں کے خلاف کوئی بھی اقدام اٹھاتا ہے تو اس کے ساتھ اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ خصوصی تعاون کیا جائے، اور اسے مزید دلجوئی کے لئے بڑوں کے سامنے پیش کریں تاکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کا استقبال ایک کارنامہ سرانجام دینے والوں کی طرح کیا جائے۔

امارت اسلامیہ کے اس بروقت اور مصلحانہ اقدام سے مشتر کہ دشمن پر اندر سے حملوں میں بہت شدت آئی ہے اور گزشتہ دو ہفتوں کے دوران پکتیکا، کاپیسا، ہلمند، قندھار، میدان وردگ، ہرات اور ملک کے دیگر علاقوں میں دشمن پر اس قدر شدید، منظم اور مسلسل حملوں نے واضح کر دیا ہے کہ امریکیوں کے خلاف ان کی صفوں میں اندر سے بھی ایک خطرناک جہادی محاذ کھل گیا ہے جو مقابل جہادی محاذ کی طرح آئے روز غیر ملکی فوجیوں کو بھاری نقصان پہنچا رہا ہے۔

یہ محاذ جس طرح امریکیوں کو جانی نقصان پہنچانے کے لئے خطرناک ہے اسی طرح دشمن پر اس کے اثرات بھی بہت گہرے پڑے ہیں، ہم نے دیکھا کہ پچھلے سال وزارت داخلہ کے دفتر میں ایک افغان اہلکار کی فائرنگ سے دو امریکی مشاورین کی ہلاکت نے ان کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ تمام اداروں سے اپنے مشاورین کو نکال لیں اور ان کی حفاظت کے لئے نئے سرے سے بھاری رقم سے حفاظتی منصوبہ بندی کریں، اسی طرح فرانسیسی فوجیوں پر حملہ نے ان کو قبل از وقت افغانستان سے اپنی فوج کے انخلاء کی منصوبہ بندی پر مجبور کر دیا ہے۔

فوجی اصطلاح میں مخالف دشمن کی صف میں رخنہ ڈالنے والوں کو "پانچواں ستون" کہا جاتا ہے، تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ ہر وہ فوج میں جس کی تشکیل میں مخالف سمت کے نمائندے موجود ہوں اور وہ داخلی بحران اور مزاحمت کا شکار ہو تو ایسی فوج کامیابی سے کبھی ہمکنار نہیں ہو سکتی۔ آج الحمد للہ غیر ملکی حملہ آور اور ان کے غلام اسی صورتحال سے دوچار ہیں، ان کے افغان حمایتی ٹولے میں ایک بڑی تعداد رسمی مجاہدین ہیں جو موقع کی تلاش میں چوکنا رہتے ہیں، اور وہ دشمن کی صفوں میں پانچویں ستون کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ دلیر نوجوان اللہ تعالیٰ کی رضا سے دشمن کے لئے مہلک کینسر ثابت ہو کر ان کا واسطہ داخل سے کاٹ دینگے اور انھیں مروا دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔

دشمن کے خلاف اس مہم (جہادی محاذ) کی برتری کے لئے مزید تعاون کرنا ہوگا، تاکہ اس محاذ پر کام کرنے والے کامیابی کے ساتھ اپنے اقدامات انجام دے سکیں۔ افغان عوام بھی دشمن کی صفوں میں موجود اپنے بیٹوں اور پیاروں کو اس بات کی طرف راغب کر کے دعوت دیں کہ وہ اس محاذ میں داخل ہو جائیں اور اپنی شجاعت سے اس محاذ کو گرم رکھیں۔ اسی طرح وہ جانثار جو اس محاذ میں سرگرم عمل ہیں شہادت پاتے ہیں یا زندہ بچ جاتے ہیں ان کی بڑی قدر ہونی چاہئے، کیونکہ وہ موجودہ جہاد کے سرخرو مجاہدین ہیں جو خطرناک صورتحال میں اپنے ان اقدامات کے ذریعے جہاد کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان نے اس طرح کے اقدامات کی کامیابی کے لئے حالیہ دنوں میں جن منصوبوں پر کام شروع کیا ہے، اس سلسلے کو مزید تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ ان غیور نوجوانوں کے کارناموں کی مختلف طریقوں سے ستائش کی جانی چاہیے تاکہ ان کی قدر میں مزید اضافہ ہو۔

۲۲۲

زر خرید میڈیا کا تعاقب

فاتح افغان

مغربی میڈیا نے ایک رپورٹ شائع کی ہے کہ طالبان میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے ہیں اور وہ تین گروپوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

ایک دھڑا ان کے بقول روشن خیال، دوسرا دھڑ دوسرں کے زیر اثر اور رجعت پسند ہے جبکہ تیسرا دھڑا ان کے خام خیال کے مطابق مالی مفادات کے حصول کے لئے لڑنے والا گروہ ہے۔

یہ رپورٹ بھی حسب سابق محض مغربی میڈیا کا زہریلا پروپیگنڈا اور صلیبی جنگ کا ایک ذیلی حصہ ہے، اسی تناظر میں قلم کے مقدس فریضہ کی بجا آوری کی خاطر جواب آں غزل کے طور پر چند سطور زیب قرطاس کرتے ہیں۔

> یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ مغرب نواز میڈیا استعمار کے اشاروں پر چل رہا ہے، میڈیا سے وابستہ افراد ڈالر میں تنخواہیں اور دیگر معاشی فوائد حاصل کررہے ہیں، ڈالران کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ وہ طالبان مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کریں، مگر مجاہد اپنے دینی فریضہ کی خاطر کسی معاشی لالچ اور مالی مفاد کے حصول کے بغیر فوجی اور فکری مورچے میں بیٹھ کر صلیبی قوتوں اور ان کے حواریوں کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔

سب سے پہلے میں ان زرخرید لکھاریوں اور صحافیوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا اس پروپیگنڈہ مہم سے باز آجائیں، خدا کی قسم اس سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا بلکہ یہ الٹا باعث نقصان ہے کیوں کہ اس سے عوام کا اعتماد میڈیا سے اٹھ رہا ہے، مثل مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے وہ زیادہ عرصہ چلنے کے قابل نہیں ہوتا، ہم نے پچھلے سالوں میں دیکھا کہ اس طرح کے پروپیگنڈے بہت جلد رسوا ہوئے، مسلمانوں اور مجاہدین کے ذہنوں پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوا، اب عوام سمجھ گئے ہیں کہ اس طرح کی افواہیں جھوٹ اور محض پروپیگنڈہ ہے۔

جہاں تک مجاہدین کے اندر شدید اختلافات کی بات ہے تو یہ صرف جھوٹ اور پروپیگنڈے کے علاوہ کچھ نہیں، الحمدللہ مجاہدین ایک عالی قدر امیر المومنین حفظہ اللہ ورعاہ وحقق ماتمناہ کی قیادت میں صلیبی جارحیت کے خلاف نبرد آزما ہیں، مجاہدین کے آپس میں کوئی اختلافات نہیں اور نہ ہی مجاہدین علاقائی، لسانی اور فرقہ وارانہ اختلافات پر یقین رکھتے ہیں بلکہ وہ سب اشداء علی الکفار رحماء بینھم کے سچے مصداق ہیں۔

ہم خود بہت سے ایسے واقعات کا مشاہدہ کر چکے ہیں کہ مجاہدین نے ایثار اور اخوت سے صحابہ کرامؓ کے کارناموں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

اس سے پہلے بھی میڈیا نے مختلف مواقع پر مجاہدین میں اختلافات پیدا کرنے کی ناکام کوششیں کی ہیں جبکہ حقانی نیٹ ورک کا نام استعمال کر کر کے تو یہ لوگ تھک گئے مگر الحمدللہ ہر مرتبہ رسوا، شرمندہ اور ناکام ہوئے۔ الحمدللہ مجاہدین کے درمیان اخوت کا ایک ایسا مضبوط رشتہ قائم ہے جو کبھی بھی صلیبی دولت، طاقت اور جھوٹ سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔

جو جذبہ ہمیں میدان کارزار تک لے جاتا ہے وہ نہایت مبارک جذبہ ہے اس کے مقابلے میں مادہ پرستی کچھ بھی نہیں، اسی لئے ہمارے ہزاروں نوجوان اس راستے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ بعض نے اپنا وعدہ ایفا کر دیا اور کچھ اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں۔........

بقیہ صفحہ نمبر ۳۹ پر ملاحظہ فرمالیں۔

دوسری جنگ عظیم کی باقیات......

دو عظیم دہشت گرد......

مرد مسلم

حقیقت یہی ہے کہ زندگی خوشی اور غم کا مجموعہ ہے، اس حیاتِ مستعار میں جہاں انسان کو دکھ ملتے ہیں وہاں سکھ بھی نصیب ہو ہی جاتے ہیں۔ جہاں کہیں لوگوں کی جلی کٹی سننے کو ملتی ہیں وہیں ہمدردی کے دو بول بھی سننے کو میسر آ ہی جاتے ہیں۔ اگر زخم دینے والے یاد آتے ہیں تو مرہم رکھنے والوں کو بھی نہیں بھلایا جاسکتا!

مگر کیا کیجئے! ہمارے مظلوم افغانوں بھائیوں کا، جنہیں دوسری جنگ عظیم کے بعد بھی دکھ کے بدلے سکھ نصیب نہ ہوسکے اور نہ ہی زخموں پہ مرہم رکھنے والا کوئی مسیحا مل پایا۔

سرخ ریچھ کے خون چوسنے سے یورپی سانپوں کی زہرناکیوں تک کا جبرِ مسلسل سہنے کے باوجود منزلِ آرامگاہ ابھی کوسوں دور نظر آتی ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد قوموں کے حالات نے یکسر پلٹا کھایا، مختلف اقوام نے آزادی کا اعلان کیا، کئی ممالک سیاسی وجغرافیائی تقسیم سے دوچار ہوئے۔ منتخب اقوامِ عالم کی تنظیم ''اقوامِ متحدہ'' کے نام سے وجود میں آئی تاکہ ایک قوم دوسری قوم پر تجاوز نہ کرسکے، ہر کوئی پرامن زندگی گزار سکے اور دنیا کو مزید تباہی سے بچایا جاسکے۔

مگر امن وامان کو تو چھوڑیئے اس دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں طاقت کے توازن کا ایک نیا نظام وجود میں آگیا جسے دو قطبی نظام کہنا بے جا نہ ہوگا۔ امریکہ اور روس یورپ کی جگہ ابھر کر سامنے آئے اور دونوں بڑی طاقتوں نے آہستہ آہستہ اپنی گرفت اتنی مضبوط کرلی کہ دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک اشتراکی بلاک جس کی سربراہی سویت یونین کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا سرمایہ دارانہ بلاک جس کی نگرانی امریکہ کررہا ہے۔

اس کے بعد عالمی سیاست سرد جنگی کا شکار ہوگئی اور اس فتنے نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ روس نے دنیا پر حکمرانی کیلئے مسلح جنگ چھیڑ ڈالی۔ اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے رشیا میدان جنگ میں کود پڑا لیکن پھر بھی اسے کامیابی نصیب نہ ہوسکی۔

مالک الملک نے افغانوں کے ہاتھوں اس کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیے۔ افغانی مجاہدین نے سرخ ریچھ کو تاریخ ساز سبق سکھایا اور واپس پلٹنے پر مجبور کردیا۔ افغانستان کو اس کے بیٹوں نے سویت یونین سے آزاد کرایا اور اشتراکیت کے اس طاغوت کو اپنے کھودے ہوئے گھڑے میں ہی دفن ہونے پر بفضلہ تعالیٰ مجبور کردیا۔

مگر اروس کے جانے کے بعد امریکہ بالواسطہ یا بلاواسطہ افغانوں پر دباؤ ڈالنے اور جنگ مسلط کرنے کی تیاریوں میں مشغول ہوگیا۔ جنگی ہتھیاروں کی دوڑ، امریکی سامراجی سازشوں اور گھٹیا ہتھکنڈوں نے افغانستان کے گلی گلی، کوچے کوچے میں جنگ کے شعلے بھڑکا دیے ہیں۔

دنیا کو امن کا درس دینے والے امریکہ کے سیاہ اور خوفناک چہرے کا مشاہدہ کریں تو انسان حیرت وذلت کے سمندر میں غوطہ زن ہوجاتا ہے۔

گزشتہ دو تین سو برس میں امریکہ اور اسکے ظالم و جابر حکمرانوں نے جو مظالم ڈھائے ہیں، اس کی تفصیلات انتہائی ذلت آمیز ہیں:

امریکہ کے اپنے جاری کردہ جرائم کے اعداد و شمار کے مطابق امریکی مسلح افواج نے 1776 عیسوی سے لیکر اب تک دو سو بیس مرتبہ مختلف ممالک کے خلاف جنگیں کی ہیں۔ گویا دو سو چونتیس سالوں میں دو سو بیس جنگیں!

چودہ سال کا جو دورانیہ بغیر جنگوں کے محسوس ہوتا ہے تو اس میں بھی آئندہ جنگوں کی تیاری

> آج بھی امریکی افواج نے اپنی روایات کی مطابق ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ افغانوں کے گھروں پر بم برساتے ہیں، معیشت کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے، آبادیاں کھنڈرات سے بدل ڈالی گئی ہیں اور شیطان صفت امریکہ مساجد کی تخریب اور کلیسا کی تعمیر میں مصروف عمل ہے، افغان اسلامی روایات اور کلچر کو جرم سمجھا جاتا ہے۔

کی گئی ہے یا بغیر جنگ کے اقتصادی اور سیاسی دباؤ سے دوسرے ممالک میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں لائی گئیں ہیں۔

چنگیز خان 34 ملین، ہلاکو 40 ملین جبکہ ہٹلر اکیس ملین سے زائد افراد کی قتل وغارت کا باعث بنے، جبکہ امریکہ دوسو بیس جنگوں میں ایک سوستر ملین سے زیادہ افراد کی اندوہناک موت کا باعث بن چکا ہے۔ ہلاکو، چنگیز، تیمور اور ہٹلر کے ہاتھوں مارے جانے والوں کی کل تعداد تقریبا "تہتر ملین بنتی ہے اور اکیلے امریکہ نے ایک سوملین ریڈ انڈینز، ساٹھ ملین افریقی، دس ملین ویت نامی، ایک ملین عراقی اور تقریبا ''نصف ملین افغانیوں'' کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ان سب کو ملایا جائے تو 171.5 ملین (سترہ سو پندرہ لاکھ) انسان بنتے ہیں۔جنہیں بلاواسطہ امریکی جارحیت کا نشانہ بننا پڑا ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ نے 23 ملکوں پر بمباری کی، جس میں جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملہ تاریخ کی بدترین مثال ہے۔امریکہ 1945 سے 2008 تک دنیا میں مجموعی طور پر ایک سو آٹھ بڑی جنگیں لڑ چکا ہے۔ان جنگوں میں ایک کروڑ نوے لاکھ انسان قتل ہوئے۔

دوسری جنگ عظیم میں دو کروڑ پچاس لاکھ امریکی فوجی ہلاک ہوئے اور امریکیوں نے تین کروڑ ستر لاکھ عام بے قصور شہری مارے۔

آج بھی امریکی افواج نے اپنی روایات کی مطابق ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔افغانوں کے گھروں پر بم برساتے ہیں، معیشت کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے، آبادیاں کھنڈرات سے بدل ڈالی گئی ہیں اور شیطان صفت امریکہ مساجد کی تخریب اور کلیسا کی تعمیر میں مصروف عمل ہے، افغان اسلامی روایات اور کلچر کو جرم سمجھا جاتا ہے۔

عوام الناس کو اسلامی قضاء کی بجائے شیطانی عدالتوں کے چکر میں پھنسا رکھا ہے۔عریانی فحاشی عام کرنے کیلئے اپنی شرمگاہوں اور حیاء سوز اداؤں کے ذریعے دعوت دی جاتی ہے۔

مگر! ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب امریکہ اور اس کے حواری خائب و خاسر ہوں گے اور اس مغرور شیطانی اور ظالمانہ قوت کا خاتمہ ہوگا۔ دنیا سکھ کا سانس لے گی اور لوگ امن وآشتی سے فیضیاب ہوں گے۔

عنقریب اہلِ اسلام اور دنیا والے دوسری جنگِ عظیم کی پیداوار ان دودہشت گرد قوتوں کے سحر سے نکل آئیں گے اور ملک وملت اسلامی نظام وانصرام سے مستفید ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارا حامی وناصر ہو اور اس بابرکات تحریکِ جہاد کو کفر کے جابرانہ تسلط کے خاتمہ کا ذریعہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کا وسیلہ بنائے۔آمین

⊙ ⊙ ⊙

بقیہ از زر خرید میڈیا کا تعاقب

ہم جس طرح اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جانوں کی قربانی دیتے ہیں اسی طرح مالی قربانی بھی دیتے ہیں، جان کی بازی لگانے کے بعد ہمیں مال مفادات کے حصول کی کوئی تمنا نہیں ہوتی۔

اگر ہم مالی فوائد کے حصول کی خاطر لڑتے تو صلیبی یلغار کے اوائل میں بک جاتے۔اگر ہم مفادات کے حصول کی کوشش کرتے تو صلیبی قوتوں کی وہ کوششیں کب کی کامیاب ہو جاتیں جب انہوں نے مجاہدین کو استعمال کرنے کی خاطر ڈالر کے ڈھیر لگادیے تھے۔

اگر بات ڈالر کی ہوتی تو آج یہ ملک بیرونی حملہ آوروں کے لئے جہنم نہ بنتا اور نہ ہی ان کا قبرستان بنتا۔اگر فدائی مجاہدین ڈالر سے تیار ہوتے تو آج صلیبی اوران کے حواری فدائی بمباروں کی لائنیں لگادیتے۔اگر طالبان بھی امریکیوں کی طرح پیسوں کی بندگی کرتے تو آج طالبان کی خودکشی کے واقعات بھی رونما ہونے لگتے۔مغربی میڈیا کی رپورٹس کے مطابق امریکی فوج میں خودکشی کے واقعات عروج پر پہنچ گئے، اتنے امریکی طالبان کے ہاتھوں نہیں مرتے جتنے خودخودکشی کر کے مرجاتے ہیں، افغانستان میں ہرروز ایک امریکی فوجی خودکشی کرتا ہے۔مگر الحمدللہ گزشتہ ایک دہائی میں کوئی بھی یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ کسی ایک مجاہد طالب نے زندگی سے تنگ آکر خودکشی کرلی ہو۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ مغرب نواز میڈیا استعمار کے اشاروں پر چل رہا ہے، میڈیا سے وابستہ افراد ڈالر میں تنخواہیں اور دیگر معاشی فوائد حاصل کررہے ہیں، ڈالران کو اس بات پر اکساتے ہیں کہ وہ طالبان مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈہ کریں، مگر مجاہد اپنے دینی فریضہ کی خاطر کسی معاشی لالچ اور مالی مفاد کے حصول کے بغیر فوجی اور فکری مورچے میں بیٹھ کر صلیبی قوتوں اور ان کے حواریوں کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں۔

☆......☆......☆

افغانستان گذشتہ ماہ جولائی میں....

احمد فارسی

گذشتہ ماہِ جولائی 2012ء افغانستان میں بہت سی مسلح کارروائیوں کا عینی شاہد گذرا ہے۔ان کامیاب ترین کارروائیوں کے نتیجے میں مقامی اور بیرونی دشمن کو بہت زیادہ جانی اور مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے،ان کامیابیوں کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

خارجی غاصب فوجیوں کے جانی نقصانات:

جولائی کے مہینے میں 46 غاصب فوجی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں،یہ وہ تعداد ہے جس کا دشمن نے اعتراف کرلیا ہے۔یہ تعداد گذشتہ تین سالوں کے اس ماہ کی گنتی سے کم ہے مگر اس سال کے ہر مہینے کی بنسبت یہ سب سے بڑی تعداد ہے جس کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔اس ماہ کے بشمول دشمن کے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی اعترافی گنتی 266 کو پہنچ گئی ہے۔جن میں سے 205 افراد وحشی امریکی ہیں۔مذکورہ نقصانات کی اعترافی تعداد اس حقیقی تعداد سے کئی گنا کم ہے جو درحقیقت دشمن کو پیش آئے ہیں۔

غاصب درندوں کے مالی نقصانات:

خارجی غاصب دشمن کو گذشتہ مہینوں کی طرح اس ماہ بھی جانی نقصانات کے ساتھ کئی قسم کے مالی نقصانات پیش آئے۔

☆17 جولائی کو غاصب درندوں کا ایک ہیلی کاپٹر ملک کے مغربی علاقے میں گر کر تباہ ہوگیا،دشمن نے انتہائی ہٹ دھرمی اختیار کرتے ہوئے مذکورہ واقعے کے حقائق سے متعلق خاموشی اختیار کیے رکھی اور صرف 2 فوجیوں کے زخمی ہونے کا اعتراف کیا۔

☆22 جولائی کو افغان نیشنل آرمی نامی مزدور آرمی کا ایک ہیلی کاپٹر صوبہ نورستان کے مضافات میں مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنا،مگر جھوٹ کی اپنی پرانی روش پر قائم دشمن نے صرف اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مذکورہ ہیلی کاپٹر گر کر تباہ نہیں ہوا بلکہ اس نے خود لینڈنگ کی تھی،صرف اس کا پائلٹ زخمی ہوا ہے۔

☆26 جولائی کو صوبہ قندوز کے مضافات میں دشمن کا ایک بغیر پائلٹ طیارہ گر کر تباہ ہوگیا۔اسی ماہ کی 30 تاریخ کو صوبہ زابل کے ضلع میزانی میں بھی ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوگیا اور باوجود اس کے کہ دشمن نے مذکورہ واقعے کی تصدیق کی،جانی نقصانات کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا۔

☆30 جولائی کو ایک ہیلی کاپٹر صوبہ لوگر کے مضافاتی علاقے میں مجاہدین کے حملے کا نشانہ بنا،مذکورہ ہیلی کاپٹر اپنے ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجی پہنچانے کے لیے علاقے میں آیا تھا جو پورے عملے کے ساتھ موقع پر ہی تباہ ہوگیا۔

اس کے علاوہ سینکڑوں کی تعداد میں دشمن کے ٹینک ، بکتر بند گاڑیاں،عام نقل وحمل کی گاڑیاں وغیرہ افغان مجاہدین کے براہ راست حملوں یا بارودی سرنگوں کے دھماکوں کا نشانہ بنی ہیں۔

شکست خوردہ داخلی دشمنوں کے نقصانات:

داخلی دشمنوں کو بھی جولائی کے مہینے میں گذشتہ مہینوں کی طرح بڑے نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے،ان واضح نقصانات کے باوجود کابل کی کٹھ پتلی حکومت افغان نیشنل آرمی نامی مزدور فوج اور پولیس وغیرہ کے جانی نقصانات کی صحیح تعداد معلوم نہ ہوسکی،مگر ایسوسی ایٹڈ پریس کے خبری چینل نے 30 جولائی کو اطلاع دی کہ داخلی فوجی دستوں کے ہلاک ہونے والے فوجیوں کی تعداد ناٹو اور امریکی فورسز کے ہلاک ہونے والوں کے مقابلے میں 5 گنا زیادہ ہے۔اور یہ ایسے حالات میں ہورہا ہے کہ امارت اسلامی کے ترجمان نے کہا کہ ان کے حملوں کا پہلا نشانہ خارجی فوج ہے،داخلی فوج کے زیادہ تعداد میں ہلاک ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیرونی افواج انھیں اپنے لیے ڈھال کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔

کابل کے غلام اداروں کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول رسمی خبری چینلز جیسے پژواک اور ریڈیو آزادی نے بھی خبر دی ہے کہ جولائی کے مہینے میں کرایے کے فوجیوں کے 40 اہلکار ہلاک اور 30 سے زیادہ شدید زخمی ہوگئے ہیں۔مذکورہ چینلز نے پولیس کی صفوں میں 2 کمانڈروں سمیت 30 اہلکاروں کے ہلاک ہونے کی بھی تصدیق کی ہے۔اس کے علاوہ "ملی امنیت " کے نام سے موسوم سیکورٹی وجاسوس ادارے کے تین اہلکاروں کو بھی ان کے افغان دشمن اقدامات کے باعث موت کے کنویں میں دھکیل دیا گیا ہے۔مذکورہ واقعات کے حقیقی اعداد وشمار اس اعترافی

گنتی سے کئی گنا زیادہ ہیں۔

افغان نیشنل آرمی نامی مزدور فوج اور پولیس کے علاوہ داخلی دشمن کی بکھری ہوئی صفوں کو درجہ ذیل نقصانات کا بھی سامنا رہا:

☆19 جولائی کو غزنی میں نگرانی کرنے والے جاسوسی نیٹ ورک کا سربراہ قتل کر دیا گیا، اسی طرح اسی صوبے کے ضلع بند آب کا سیکورٹی سربراہ 9 جولائی کو مارا گیا۔

☆13 جولائی کو صوبہ سمنگان کے ضلع ایبک میں بھی شدید دھماکے ہوئے جس میں نام نہاد پارلیمنٹ میں سمنگان کے وکیل (سمنگان سے منتخب رکن اسمبلی) احمد خان، سمنگان کے سیکیورٹی سربراہ خان محمد، شمالی زون کے سربراہ سید احمد ساطع، مذکورہ صوبے کے سابق گورنر اقبال منیب، سینیٹر محمد آصف اور صوبہ بلخ میں ایک گمراہ جماعت کے ایک رہنما یونسی ہلاک ہوگئے۔ آمدہ اطلاع کے مطابق مذکورہ واقعات میں ہلاک ہونے والوں کی کل تعداد مذکورہ مزدوروں سمیت 25، جبکہ زخمیوں کی تعداد 40 افراد تک پہنچ گئی ہے۔

☆ یہ سب ان پے در پے واقعات کے بعد ہوا جن میں ایک روز قبل یعنی 12 جولائی کو صوبہ لغمان میں نام نہاد خواتین کے حقوق کی ترجمان خاتون، کئی پولیس اہلکاروں اور محافظین سمیت ماردی گئی تھی۔ اس کے ایک ہی دن بعد صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ کا کمشنر بھی اپنے بد اعمالیوں کے عوض موت کے منہ میں بھیج دیا گیا تھا۔

☆20 جولائی کو صوبہ اروزگان کے ضلع سراب کا سیکیورٹی سربراہ حملے میں ہلاک ہوا۔ اس کے ایک دن بعد ہی ہرات کے ضلع گذری کی سیکیورٹی ایجنسی کا سربراہ بھی بہت سے محافظین سمیت ہلاک ہوا، جبکہ مذکورہ ضلع کے ہی سیکیورٹی امور کا سربراہ شدید زخمی ہوگیا۔

☆ مذکورہ واقعات کے جاری تسلسل میں 9 جولائی کو صوبہ وردگ کے ضلع چک کا ''وفا'' نامی کمشنر بھی مجاہدین کی ایک گوریلا کارروائی میں ہلاک ہوگیا، اس حملے سے ایک دن قبل وہ ایسے ہی ایک حملے میں بچ گیا تھا۔

مجاہدین کے پاس غلام فوجوں کی پناہ:

کابل کے غلام ادارے (پارلیمنٹ) کی جانب سے مذاکرات اور صلح کی کوششوں کے نام سے ایسے نمائشی ڈراموں کا پرچار کیا جاتا ہے جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا مجاہدین مسلح جنگ سے بیزار اور افغان نیشنل آرمی کی صفوں میں شریک ہونے کے لیے بے تاب ہیں، حالانکہ نیشنل آرمی وہ ادارہ ہے جو اپنے کسی کام میں بھی خود مختار نہیں، اس کی حیثیت خارجی غاصبوں کے چوکیداروں کی سی ہے ۔اور حیران کن بات یہ ہے کہ وہ اپنے رچائے گئے ان ڈراموں کا اب تک کوئی واضح ثبوت بھی پیش نہیں کر سکے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ افغان آرمی کے بہت سے اہلکار مجاہدین کے پاس آئے روز پناہ مانگنے آتے ہیں، اس سلسلے کے کچھ اہم واقعات درج ذیل ہیں۔

☆6 جولائی کو صوبہ بادغیس میں "مقامی پولیس" کے 25 مسلح اہلکاروں نے اپنے اسلحہ اور دیگر اہم وسائل سمیت مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ کابل کے غلام ادارے نے پہلے تو اس کو اغواء کا نام دیا مگر پھر اسے بھی چاروناچار اس کا اعتراف کرنا پڑا۔

☆25 جولائی کو صوبہ زابل کی شوریٰ کی جانب سے متعین کردہ دو ارکان شوریٰ جن کی کوشش تھی کہ مجاہدین صلیبیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں، انہوں نے شوریٰ کی رکنیت سے استعفیٰ دے کر مجاہدین میں شمولیت اختیار کر لی۔

☆25 جولائی کو ایک اور واقعے میں اروزگان کے صوبے میں غاصب درندوں اور وحشی آسٹریلوی فوجی دستوں کے 25 داخلی محافظوں نے دشمن کی صفوں سے نکل کر مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، مذکورہ واقعے کے دو دن بعد صوبہ فراہ کے ایک کمانڈر 12 پولیس اہلکاروں کے ساتھ مجاہدین سے آملے۔

ٹھوس شواہد اور رپورٹیں بتاتی ہیں کہ گذشتہ جولائی کے ماہ کے دوران جنوب مغربی علاقوں میں افغان نیشنل آرمی نامی مزدور فوج کے تقریباً 324 اہلکار مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

ٹھوس شواہد اور رپورٹیں بتاتی ہیں کہ گذشتہ جولائی کے ماہ کے دوران جنوب مغربی علاقوں میں مزدور آرمی (افغان نیشنل آرمی) کے تقریباً 324 اہلکار مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

عام لوگوں کی ہلاکتیں:

غاصب درندوں اور ان کے داخلی مزدوروں کی جانب سے مقامی لوگوں کو گرفتار اور شہید کرنے کا سلسلہ پہلے کی طرح اس ماہ بھی جاری رہا۔

☆2 جولائی کو صوبہ لوگر میں کابل حکومت کے ذمہ داروں نے بتایا کہ غاصب فوجوں کے فضائی حملوں میں اس صوبے کے تقریباً 5 ملکی افراد شہید اور 4 زخمی ہوگئے ہیں۔

☆ مذکورہ واقعے سے دو دن پہلے بھی صوبہ قندہار میں امریکیوں کی سپیشل فورسز کی جانب سے ہونے والے ایک

آپریشن میں ایک معمر قومی رہنما شہید کردیے گئے۔

☆22 جولائی کو بھی صوبہ کاپیسا کے ضلع الاسائی میں ناٹو کے غاصب درندوں نے ایک بے گناہ مقامی فرد کو شہید کردیا جس کا اعتراف ان کی مزدور آرمی نے بھی کیا۔

☆مذکورہ واقعات کے بعد 10 جولائی کو کابل کٹھ پتلی حکومت کی پولیس نے صوبہ کابل کے علاقے ریشخورو میں عام مقامی لوگوں پر اندھا دھند فائرنگ کردی، جس میں کم از کم 3 افراد عام لوگ شہید ہوئے۔

اسی طرح جولائی کے مہینے کے اواخر میں آنے والی مسلسل رپورٹوں اور عینی شاہدین نے عام اور بے گناہ لوگوں کی شہادتوں اور ان پر ہونے والے مظالم کی گواہی دی ہے۔

عوامی نفرت اور بیزاری:

غاصب درندوں اور ان کے غلاموں سے عوامی نفرت مسلسل سے جاری ہے:

☆2 جولائی کو نظم عامہ کے نام سے موسوم پولیس کی مرتب کردہ صفوں میں شامل ایک فرد نے صوبہ ہلمند کے گریشک کے ضلع میں انگریز فوجیوں پر فائرنگ کی جس میں دشمن کے بقول 3 اہلکار ہلاک اور بہت سے شدید زخمی ہوگئے۔

☆اسی طرح 4 جولائی کو بھی صوبہ میدان وردگ میں نیشنل آرمی کے ایک اہلکار نے امریکی فوجیوں پر فائرنگ کی جس میں دشمن کے اعتراف کے مطابق 5 امریکی اہلکار شدید زخمی ہوگئے، مگر مصدقہ رپورٹوں کے مطابق اس واقعے میں کچھ اہلکاروں کی ہلاکت بھی ہوئی ہے۔

☆10 جولائی کو کابل کے "ریشخورو" کے علاقے میں مقامی لوگوں نے وہاں موجود پولیس کی بھتہ خوری اور انتہائی بداخلاقی سے تنگ آکر ان کے خلاف اسلحہ اٹھالیا۔ اس واقعے میں 14 پولیس اہلکار زخمی ہوگئے، پولیس کی فائرنگ میں علاقے کے 3 افراد بھی شہید ہوگئے۔

☆اسی طرح صوبہ فاریاب کے ضلع غورماچ میں بھی 23 جولائی کو پیش آنے والے ایک واقعے میں نیشنل آرمی کے ایک جوان نے غیر ملکی فوج کو نشانہ بنا کر فائرنگ کردی جس میں 2 غیر ملکی فوجی شدید زخمی ہوگئے اور باقی دہشت وخوف کی لپیٹ میں ہیں۔

الفاروق آپریشن کی کارروائیاں:

الفاروق آپریشن کا آغاز موسم بہار میں کیا گیا تھا، گذشتہ مہینوں کی طرح جولائی کے مہینے میں بھی اس آپریشن میں بھی بفضلہ تعالی انتہائی اہم کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں۔

☆2 جولائی امارت اسلامی کے بہادر مجاہدین نے صوبہ قندھار کے علاقے "لووالہ" میں آباد داخلی دشمن کو حملے کا نشانہ بنایا، جس میں کم از کم 13 داخلی فوجی ہلاک اور 5 شدید زخمی ہوگئے۔

☆9 جولائی کو بھی بہادر مجاہدین نے ایک بار پھر قندھار شہر کے مختلف علاقوں میں دشمن کے ٹھکانوں پر حملے کیے جس میں درجنوں مزدور آرمی کے اہلکار اور اجرتی پولیس اہلکار ہلاک اور کئی شدید زخمی ہوگئے۔

☆اسی طرح 18 جولائی کو بھی امارت اسلامی کے نڈر مجاہدین نے صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں خارجی اور داخلی فوجیوں کے مشترکہ کیمپ پر کامیاب حملہ کیا، جس کے نتیجے میں درجنوں فوجی ہلاک اور کئی شدید زخمی ہوگئے۔

مجاہدین کے غلبے کا اعتراف:

ایسے حالات میں کہ جب خارجی اور داخلی دشمن اپنے منتشر حوصلے اور گرتے ہوئے مورال کو سنبھالا دینے کے لیے وقتاً فوقتاً اپنی کامیابیوں کے دعوے بھی کرتے ہیں ان کی صفوں میں شکست وریخت کے باعث مجاہدین کے غلبے اور کامیابیوں کا اعتراف بھی کبھی کبھی ان کی زبانوں پر آجاتا ہے۔ مثلاً؛

☆کابل کی کٹھ پتلی حکومت کی وزارت دفاع کے ترجمان نے 17 جولائی کو بیان کیا کہ افغان فوجیوں پر مخالفین کے حملوں میں 40 فیصد زیادتی آئی ہے۔

☆اس کے بعد 13 جولائی کو امریکی کانگریس سے متعلقہ تحقیقاتی مرکز نے رپورٹ نشر کی، جس میں 2008ء کے بعد امریکی فوجیوں کے زخمیوں کی تعداد میں کئی گنا بڑھوتری کی خبر دی گئی۔ رپورٹ کے مطابق حملے کے بعد 2008ء کے آخر تک 2700 امریکی فوجی زخمی ہوگئے تھے، جبکہ 2008ء کے بعد اب تک ان کے زخمیوں کی تعداد 14143 تک پہنچ گئی ہے۔

☆اسی طرح کابل میں ایساف کے ترجمان نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ گذشتہ تین ماہ سے مخالفین کے حملے 10 فیصد زیادہ ہوگئے ہیں۔

☆اس کے علاوہ بی بی سی ریڈیو نے 2 جولائی کو خبر نشر کی کہ امارت اسلامی کے مجاہدین نے صوبہ کنڑ کے بعض اہم علاقوں پر مضبوط قبضہ جمایا ہے اور کٹھ پتلی حکومت کے حکام کو قتل یا وہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا ہے۔

شہدائے ملت

سید سعید

محترم قارئین! افسوس کا مقام ہے کہ میڈیا کی آزادی کے موجودہ دور میں بھی افغانستان میں قابض غیر ملکیوں اوران کے حواریوں کے وحشت ناک مظالم منظر عام پر لانے سے دورِ حاضر کا میڈیا گریز کررہا ہے۔ کیونکہ لالچ اور طاقت کے ذریعے میڈیا میں اپنی مرضی کا مواد شائع کرایا جارہا ہے اور لوگوں کو بڑی حد تک اس بھیانک مقصد میں کامیابی بھی ہوئی ہے، قتل وغارت گری، گرفتاریوں اور دیگر انسانیت سوز مظالم کا تذکرہ محدود پیمانے پر ذرائع ابلاغ میں آتا ہے جو آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

درج ذیل سطور میں ہم کوشش کریں گے کہ پیارے افغانستان کے کونے کونے سے رواں سال (2012ء) کے جولائی کے مہینے میں عوامی شہادتوں یا ہلاکتوں کی وہ تعداد زیر قرطاس کریں جو کبھار ملکی اور بین الاقوامی میڈیا کی جانب سے شائع ہوتی ہیں، دوسرے الفاظ میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ان خبروں کا معمولی سا تذکرہ میڈیا میں آتا ہے۔

☆ 10 جولائی کو اتحادی اور افغان فورسز نے صوبہ اورزگان ضلع چورے کے علاقے قلعہ راغ میں چھاپے کے دوران ایک مقامی آدمی (اسداللہ) کو بے دردی سے شہید جبکہ دوسرے کو شدید زخمی کردیا۔

☆11 جولائی کو میڈیا نے ایک خبر شائع کی کہ:

صوبہ پکتیا ضلع نکہ میں اتحادی افواج نے دو شہریوں پر فائرنگ کر کے دونوں کو موقع پر شہید کردیا۔

☆11 جولائی کو قابض فوجیوں نے قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے کوندال علاقے میں آدھی رات کو چھاپہ مارا اور گھروں کی تلاشی لیتے ہوئے 5 افراد کو فائرنگ کر کے شہید کردیا۔

☆ 13 جولائی کو اتحادیوں نے صوبہ پکتیکا ضلع خیرکوٹ کے ملیزی گاؤں میں دو نہتے افغان شہریوں کو شہید کردیا۔

☆14 جولائی کو صوبہ ہلمند ضلع باغران کے لیجی اور غاریانو کے علاقے میں غیر ملکی قابضین نے رات کو چھاپے کے دوران ایک بوڑھے شخص کو شہید کردیا اس کے علاوہ مقامی لوگوں کو مالی نقصانات بھی پہنچائیے۔

☆14 جولائی کو وحشی اتحادیوں نے صوبہ بلخ ضلع چھار بولک کے نواریدقورچے کے علاقے میں محلہ کے امام (ملا جان محمد) کے گھر پر چھاپہ مارا چھاپہ کے دوران (مولوی صاحب) خود گھر میں موجود نہیں تھے، گھر کی تلاشی لی گئی اور کافی مالی نقصان بھی پہنچایا گیا، بعدازاں انہوں نے اسی گاؤں پر بمباری کردی جس کے نتیجے میں ایک آدمی اور مسجد شہید ہوگئی اور دو افراد کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔

☆22 جولائی کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ ہلمند ضلع گرشک کے نہر سراج کے سرہ شاخ کے علاقے میں جب ایک امریکی ٹینک بارودی سرنگ کی زد میں آکر تباہ ہوا تو امریکیوں نے علاقے پر شدید فضائی بمباری کردی جس کے نتیجے میں چار بے گناہ افراد شہید ہوگئے۔

☆22 جولائی کو اتحادی افواج نے صوبہ بلخ ضلع چمتال کے نوشار علاقے میں مقامی سربراہ (حاجی عبدالکریم بائی) کے گھر پر چھاپہ مارا، ایک آدمی شہید جبکہ دوسرے کو گرفتار کرلیا اس کے علاوہ مالی نقصان بھی پہنچایا۔

☆26 جولائی کو قابض افواج نے صوبہ بادغیس ضلع مرغاب کے فنرک علاقے میں طالبان کے ساتھ جھڑپ کے بعد ایک افغان شہری کو دو بچوں سمیت مسجد میں دوران پڑھائی شہید کردیا۔

☆ 27 جولائی کو اتحادی فوجیوں نے صوبہ اروزگان کے ضلع اروزگان کے علاقے قلعہ خور میں مقامی آبادی پر چھاپہ مارا، تین افغانوں کو پہلے تشدد کا نشانہ بنایا پھر شہید کردیا۔

☆29 جولائی کو افغان فورسز نے صوبہ کاپیسا ضلع تگاب کے لنڈاخیل علاقے میں ایک شہری (رفیع اللہ) پر فائرنگ کر کے شہید کردیا۔

☆31 جولائی کو اتحادی افواج نے صوبہ ہلمند ضلع کجکی کے زمینداور اور کاریز کے علاقے میں گھروں پر چھاپہ مارا، تلاشی لی گئی اور پھر دو افراد کو شہید اور تین کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

مأخذ:

بی بی سی ریڈیو، ازادی ریڈیو = افغان اسلامک نیوز ایجنسی = پژواک نیوز ایجنسی = تاند اور بینوا ویب سائٹس اور روھی۔

نمبر شمار	صوبہ	کاروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات						عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	182		182	85	244	107	96	8		
-2	ہلمند	189		114	99	210	124	105	21	19	1
-3	غزنی	53		58	37	76	24	25	1		1
-4	خوست	29		15	7	24	18	13			
-5	نورستان	9		18		8	7				
-6	میدان وردگ	94		47	18	161	55	40	3		
-7	کونڑ	68	1	34	2	44	21	13	2		
-8	پکتیکا	36		27	17	75	50	11			
-9	زابل	59		6	2	50	19	28			
-10	لوگر	98		58	53	129	132	29	3	1	
-11	کاپیسا	17		5	5	18	5	3	2	1	
-12	روزگان	64		17	3	76	22	18	7	2	
-13	پکتیا	73		26	22	116	68	27	3	7	
-14	فراہ	20		8	5	23	9	9	1		
-15	کابل	15		1		16	8	9			
-16	ننگرہار	64		3	5	63	80	22			
-17	لغمان	33		12	3	33	32	11	2		
-18	ہرات	51		9	1	64	51	34	1	4	
-19	نیمروز	20				49	29	6	3	2	
-20	بادغیس	16		32	5	18	8	9	4		1
-21	قندوز	22		14	2	66	11	6		2	
-22	بغلان	15				23	9	5			
-23	فاریاب	26		3	5	25	20	5	6	6	
-24	غور	4				6		1			
-25	پروان	13		5	4	17	12	3	1	2	
-26	تخار	5				6	11	3			
-27	سمنگان										
-28	بدخشان	1				1	1	1			
-29	بامیان	5		10	8	10	15	1		2	
-30	بلخ	4				20	8	2			
-31	جوزجان	14				5	3				
-32	دای کنڈی	4				12	5	9			
-33	سرپل	18				12	10		6	6	
-34	پنجشیر	2					4	1		1	
	مجموعہ	1323	1	704	388	1700	978	545	74	55	3

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے 1۔ ہیلی کاپٹر نورستان میں. 2- ہیلی کاپٹر زابل میں. 3- ڈرون طیارہ اور ہیلی کاپٹر قندہار میں.

فرمان امیرالمؤمنین

ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ

مجاہد بھائیوں کے نام پیغام!

● میرے محترم عزیز مجاہد بھائیو! یہ ہماری خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے دین کی خدمت لے رہا ہے 'اور ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں مشغول کرر کھا ہے۔ یہ جو آپ ہر لمحہ اپنی خواہش اور رضامندی سے تیاری پکڑے رکھتے ہیں اور اپنے دین 'عوام اور ملک کے دفاع کے لئے قربانیاں پیش کرنے کے لیے کمربستہ رہتے ہیں 'یہ آپ کے مضبوط ایمان 'بلند ہمتی 'پختہ عزم 'دینی غیرت 'بے لوثی اور شرافتِ طبع کی دلیل ہے۔ جی ہاں! آپ ساری دنیااور 'خاص طور پر عالم اسلام کے لئے باعث عزت و افتخار ہیں۔ بیشک آپ آزادی و خود مختاری کا ہراول دستہ اور اکیسویں صدی میں عظمت و مردانگی کے بطل جلیل ہیں۔

● میرے عزیز بھائیو! ہمارا جہاداور ہماری قربانیاں تب ہی نفع بخش اور سود مند ثابت ہوسکتی ہیں جب تک ہم اس طریقے سے جہاد جاری رکھیں گے جیساکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے رہے۔

● آپ پر لازم ہے کہ اپنے مظلوم عوام کی جان 'مال اور عزت کے تحفظ اور حفاظت کے لئے پہلے سے زیادہ اہتمام کا مظاہرہ کریں۔ آپ کو چاہیے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کی روشنی میں لوگوں کے ساتھ 'محبت 'اکرام اور مہربانی والا سلوک کریں۔ اچھے رویے سے عوام کے دل جیتیں 'عوام کو ایذاء رسانی اور تکلیف دینے سے بہر صورت گریز کریں اور جو لوگ عوام الناس کی ایذاء رسانی کا سبب بنتے ہیں ان کی اطلاع اپنے ذمہ داروں تک ضرور بہم پہنچائیں۔

● جہادی کاروائیوں کے دوران ایسی حکمت عملی سے کام لیا جائے کہ لوگوں کو جانی اور مالی نقصان ہرگز نہ پہنچے 'عوامی نقصانات سے اجتناب کی جو ہدایات دستور میں آپ پر لازم کی گئی ہیں ان پر عمل کرنا آپ کا دینی فریضہ ہے اور ان کی مخالفت دنیاو آخرت کا نقصان ہے 'لہٰذا میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں اس معاملے میں انتہائی احتیاط سے کام لیں 'اس لیے کہ دشمن تو جان بوجھ کر عام لوگوں کا نقصان چاہتا ہے۔ پس آپ کا فرض بنتا ہے کہ ان نازک حالات میں اپنی ذمہ داریاں بھرپور انداز میں سرانجام دیں۔

● آپ پر اپنے امراء کی مکمل اطاعت فرض ہے۔ اور چاہیے کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت کو لازم پکڑلیں 'جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کریں اور ادعیہ ماثورہ کا اہتمام کریں 'اور دینی کتب کے مطالعہ کو اپنی عادت بنالیں 'اور یہ سب روزانہ کی بنیادوں پر ہونا چاہئے۔

SHARIAT

Monthly Islamic Magazine

1st Year September2012

www.shahamat-urdu.com